www.izharunnabi.wordpress.com
فن اسماء الرجال میں
مفتی اعظم کی مہارت
از رشحات قلم:
علامہ مفتی محمد ناظم علی رضوی مصباحی
ترتیب وتقدیم:
محمد ابرار احمد قادری پورنوی
ناشر: مخدوم جہاں اکیڈمی ممبئی
www.ataunnabi.blogspot.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بفیضِ روحانی: حضور سیدنا مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ

فن اسماء الرجال

میں

مفتیِ اعظم کی مہارت

﴿از رشحات قلم﴾

علامہ مفتی **محمد ناظم علی** رضوی مصباحی

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

﴿ترتیب وتقدیم﴾

محمد ابرار احمد قادری پورنوی

مرکزی دار الافتا بریلی شریف

﴿ناشر﴾

مخدوم جہاں اکیڈمی، مکہ مسجد، گھاٹکوپر، ممبئی

نام کتاب : فن اسماء الرجال میں مفتی اعظم کی مہارت

مصنف : علامہ مفتی محمد ناظم علی رضوی مصباحی

ترتیب وتقدیم : محمد ابرار احمد قادری مصباحی

کمپوزنگ : مولانا ومولانا محمد زاہد علی شاہدی نوری

ملنے کے پتے : مکتبہ رحمانیہ رضویہ بریلی شریف

المجمع الاسلامی مبارک پور

حق اکیڈمی مبارک پور

مکہ مسجد گھاٹکوپر

مولانا بابر عالم نوری مسجد کلوا

محمد ابرار احمد ٹی ہا پورنیہ بہار

مولانا محمد طفیل احمد مصباحی بانکا بہار

﴿دعائیہ کلمات﴾

از: حضور تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الھند

مفتی **محمد اختر رضا خاں** قادری ازہری مدظلہٗ العالی

مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ مولانا محمد ناظم علی رضوی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی مختلف الجہات شخصیت کے بہت ہی اہم گوشے یعنی فن اسماء الرجال میں آپ کی مہارت پر ایک تحقیقی اور معلوماتی مقالہ قلمبند کیا، جس میں انہوں نے واضح کیا کہ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ ایک صاحب کرامت بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف علوم وفنون میں بھی مہارت تامّہ رکھتے تھے۔

مولیٰ تعالیٰ ان کو اوران کے ساتھ جن لوگوں نے تعاون کیا، سب کو جزائے خیر عطا فرمائے بالخصوص عزیزم مولانا ابرار احمد قادری رضوی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کو جن کی کوشش سے یہ مقالہ مستقل رسالے کی شکل میں منظر عام پر آیا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

(فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ القوی)

۸؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ

تقریظ جلیل

ازمولانا محمد طفیل احمد نائب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی ہشت پہلو شخصیت سے اہل علم اچھی طرح واقف ہیں۔ ''الولد سرلأ بیہ'' کی محسوس مثال اور چلتی پھرتی تصویر دیکھنی ہو تو سرکار مفتی اعظم ہند کو دیکھ لیجیے۔ آپ صحیح معنوں میں وارث علوم اعلیٰ حضرت تھے۔ فقہ وفتویٰ وزہد وتقویٰ کے بام رفیع پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ علوم حدیث میں بھی آپ کا پایہ کافی بلند تھا۔ اور آپ نے اپنی علمی فتوحات کا جھنڈا ہر جگہ لہرایا ہے۔ احادیث وآثار اور سیر ومغازی میں آپ کو اجتہادی بصیرت حاصل تھی۔ فن اسماء الرجال یہ علوم حدیث کا باوقار اور مہتم بالشان شعبہ ہے۔ رجال احادیث کے ذاتی احوال اوران کی جرح وتعدیل اور تضعیف وتوثیق پر خاص طور سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔ حضور سرکار مفتی اعظم ہند نے جب اس موضوع پر قلم اٹھایا، اپنے سیال فکر وقلم کو جنبش دی تو ایسا لگا کوئی بحر ذخار اور قلزم بیکراں حقائق ومعارف کا گوہر آب دار لٹاتا ہوا مسلسل آگے بڑھ رہا ہو۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ''مسئلہ اذان ثانی'' کو لے کر مولوی اشرفعلی تھانوی نے ایک تحریر کسی مجہول شخص کے نام سے شائع کی اور علم ودیانت کا خون کرتے ہوئے اثبات مدعا کے لیے امام المغازی والسیر محمد بن اسحاق پر خوب جرحیں کیں اوران کی تضعیف میں اپنی ساری توانائیاں جھونک دیں لیکن آں جناب یہ فراموش کر بیٹھے کہ اس دور میں بریلی کی دھرتی پر، ''یحییٰ بن سعید قطان'' بھی موجود ہے جو اسماء رجال اور فن جرح وتعدیل میں بے مثل ولاجواب ہے۔

”وقایۃ اہل السنۃ عن مکر دیوبند والفتنہ“ اور ”نفی العار عن معایب عبدالغفار“ یہ دو ایسے رسالے ہیں جن میں حضور مفتی اعظم ہند کا محد ثانہ جاہ وجلال اور محققانہ فکر وکمال اپنے نقطۂ عروج پر دکھائی دیتا ہے۔اور بقول مصنف۔

”سیدنا امام محمد بن اسحاق پر تھانوی جرحوں اور دیوبندی خیانتوں کا سخت محاسبہ اور ناقدانہ ومحققانہ ابحاث اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ فقہ وافتا کی طرح فن اسماء الرجال میں یکتائے زمانہ اور فرد روزگار تھے“۔

محقق عصر نازش علم وفن حضرت علامہ مفتی محمد ناظم علی رضوی مصباحی ادام اللہ ظلہ علینا استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے زیر نظر کتاب لکھ کر سرکار مفتی اعظم کی تہہ دار علمی شخصیت کے ایک نئے گوشے کو اجاگر فرمایا ہے۔

استاذی الکریم حضرت علامہ مفتی محمد ناظم علی رضوی مصباحی کی تدریسی مہارت، ادبی لیاقت اور قلمی وجاہت کا راقم الحروف زمانۂ طالب علمی سے ہی قائل ومعترف ہے۔کسی بھی موضوع پر قلم برداشتہ مضمون لکھ دینا اور چند نشستوں میں علمی وتحقیقی مقالات قلم بند کر دینا، آپ کے لیے کوئی زیادہ مشکل بات نہیں۔مبدأ فیاض نے مضبوط قوت حافظہ کے ساتھ فکر ثاقب، رائے صائب اور سیال قلم کی دولت سے بھی نوازا ہے۔کامیاب مدرس، بلند پایہ مترجم اور دیدہ ور محقق کی حیثیت سے آپ کی منفرد پہچان ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جماعت اہل سنت پر آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔آمین

از: محمد طفیل احمد مصباحی

خادم ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

۱۸؍فروری ۲۰۱۴ء

تقدیم

از: محمد ابرار احمد قادری (مرکزی دارالافتا بریلی شریف)

آفتاب رشد وہدایت، تاجدار اہل سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، ماحی شرک وبدعت، امام الفقہاء والمحققین، سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ کی مقناطیسی شخصیت محتاج تعارف نہیں، اللہ عزوجل نے آپ کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل گونہ گوں خوبیوں کا مالک بنایا تھا، آپ اپنے عہد کے ایک ممتاز عالم دین، بالغ نظر فقیہ، اور نامور مصنف تھے۔

تمام علوم پر یکساں مہارت تھی، حق گوئی وبے باکی آپ کو وراثت میں ملی تھی، آپ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اس کا کوئی گوشہ تشنہ نہ چھوڑا۔

علم حدیث میں ”فن اسماء الرجال“ کافی اہمیت کی حامل ہے، ائمۂ جرح وتعدیل نے اس موضوع پر جو عظیم الشان علمی سرمایہ چھوڑا ہے وہ کسی بھی خادم علم حدیث سے پوشیدہ نہیں اور اس زمانہ میں اس فن کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ غیر مقلدین زمانہ احادیث کے اہم ترین سرمایہ کو از راہ تعنت وتعصب ناقابل حجت قرار دیتے ہیں کہ اس کا راوی ضعیف ہے، منکر ہے، متہم بالکذب ہے جب کہ حقیقت حال اس کے بالکل اس کے برعکس ہے۔اور ہمارے علمائے حق نے ہر زمانہ میں ایسے فتنوں کی سرکوبی زبان وقلم سے فرمائی ہے اور حاسدین ومعاندین کو ان کے ٹھکانے تک پہنچایا ہے۔

۱۳۳۲ھ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ نے ایک گراں قدر وتاریخ ساز فتوی ارقام فرمایا کہ اذان خطبہ خارج مسجد منبر کے سامنے دی جائے اور اپنے موقف کی تائید میں ائمۂ احناف کے اقوال کے علاوہ متن ابوداؤد کی اس حدیث سے بھی استدلال فرمایا جو حضرت صائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ اذان خطبہ عہد رسالت سے لے کر عہد صحابہ تک مسجد کے باہر دروازے پر دی جاتی تھی جس سے اس بات کا ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ اذان خطبہ بیرون مسجد حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنت ہے۔

مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس محقق وتاریخ ساز فتویٰ کو بے وقعت اور ناقابل اعتبار بنانے کے لیے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ابن تیمیہ وغیرہم (خذلہم اللہ تعالیٰ) کی جانشینی کا حق ادا کرتے ہوئے دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرفعلی تھانوی نے ایک نیا شوشہ یہ چھوڑا کہ مولانا احمد رضا صاحب نے ابوداؤد کی جس حدیث سے اذان خطبہ کے بیرون مسجد ہونے پر استدلال کیا ہے وہ ضعیف ہے لہذا ضعف کے سبب قابل حجت اور لائق استدلال نہیں اور ضعف کی وجہ یہ بتائی کہ اس حدیث کے ایک راوی ابن اسحاق ائمۂ جرح وتعدیل کے نزدیک یا تو کذاب ہیں یا متہم بالکذب ہیں۔لہذا ایسے راوی کے سبب حدیث قابل حجت نہیں۔

حضور سیدنا مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے تھانوی کے اس جارحانہ ومعاندانہ علم بغاوت کے مقابل اپنے قلم اشہب کو جنبش دی اور ''وقایۃ اہل السنۃ'' لکھ کر تھانوی جی کے استدلال کی دھجیاں ایسی بکھیریں کہ ان کی خیانتوں کا سارا پردہ چاک ہوگیا اور ان کے خوابوں کا شیش محل چکنا چور ہوگیا اور ذلت ورسوائی قیامت تک کے لیے ان کے گلے کا طوق بن گئی اور یہ حقیقت آفتاب روز روشن سے زیادہ واضح ہوگئی کہ محمد بن اسحاق ثقہ وحجت ہیں اور مسجد کے دروازے پر اذان جمعہ والی حدیث صحیح ہے۔اس طرح آپ نے نہ صرف تھانوی جی کی حقیقت کی دھجیاں اڑائیں بلکہ تحقیقات رضویہ پر کوئی حرف بھی نہ آنے دیا اور اہل سنت وجماعت پر احسان عظیم فرمایا۔

زیر نظر رسالہ ''فن اسماء الرجال میں مفتی اعظم کی مہارت'' خلیفۂ تاج الشریعہ استاذی الکریم حضرت علامہ مفتی محمد ناظم علی رضوی مصباحی کے قلم اشہب کا نتیجہ ہے جس میں آپ نے حضور سیدنا مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علم حدیث میں بصیرت کو اجاگر کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر علوم کی طرح فن حدیث میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔

یہ رسالہ پہلے ''جہان مفتی اعظم'' میں مقالہ کی شکل میں شائع ہوا تھا مقالہ کی اہمیت وطوالت کو دیکھتے ہوئے افادۂ عام کی خاطر اس راقم الحروف نے اس کو مستقل رسالہ کی شکل دینے کا عزم کیا اور دوبارہ اس کی کمپوزنگ کرا کر طباعت واشاعت کی منزل سے گزار کر آپ تک پہنچایا۔

اب اخیر میں ان لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کار خیر میں میری معاونت کی ۔ استاذ گرامی تاج الشریعہ علامہ شاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دام ظلہ علینا نے دعائیہ کلمات سے نوازا ہم ان کی بارگاہ میں ہدیہ تشکر پیش کرتے ہیں ۔اور بارگاہ صمدیت میں دعا گو ہیں کہ ان کا سایہ تادم حیات قائم رکھے۔
برادر محترم ادیب عصر خلیفۂ تاج الشریعہ مولانا محمد طفیل احمد مصباحی نے تقریظ لکھ کر حوصلہ افزائی کی ۔ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں ۔ عالی جناب سلیم خان دامودر پارک بلڈنگ نمبر ۳ رگھاٹ کوپر، شالیمار ہوٹل والے، عالی جناب حاجی محی الدین چودھری ساگر پارک گھاٹ کوپر، جناب حنیف بھائی گھاٹ کوپر، جناب ایوب پارمر، جناب صابر بھائی، جناب گڈو بھائی بریلی شریف نے اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے اس کتاب کو طباعت واشاعت کی منزل سے گزار کر آپ تک پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

گزارش اگر کتاب میں کسی بھی طرح کوئی غلطی نظر آئے تو راہ کرم اطلاع کردیں مہربانی ہوگی۔

از: تلمیذ وخلیفۂ تاج الشریعہ محمد ابرار احمد قادری مصباحی بن محمد ظہیر الحق
مرکزی دار الافتا بریلی شریف
متوطن: ٹی ٹی ہا پوسٹ دھسمل ہاٹ وایا کشن گنج ضلع پورنیہ بہار
موبائل نمبر:08865026792 ای میل:abrarahmad626@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تاجدار اقلیم روحانیت، آفتاب کشور ولایت ماہتابِ شریعت وطریقت، امام العلما سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کی عبقری ویکتائے زمانہ شخصیت مختلف علوم وفنون کی جامع تھی، آپ جس طرح فقہ وافتا کے صدر نشین تھے اسی طرح فن حدیث واصول حدیث واسماء الرجال وغیرہ علوم وفنون میں کامل دسترس اور مہارت تامہ رکھتے تھے، مختلف علوم وفنون میں آپ کے علمی افادات ومحققانہ ابحاث کا عظیم ترین سرمایہ موجود ہے جو آپ کے جامع علوم اور کامل فنون ہونے پر روشن شہادت دے رہا ہے۔ فن اسماء الرجال میں آپ کی ناقدانہ ومحققانہ ابحاث اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ آپ کو اللہ رب العزت نے اس فن میں ید طولیٰ بخشی تھی ۔آپ کی گراں قدر تحقیقات اور علمی رشحات ایک منصف ودیانت دار کو اس اعتراف پر مجبور کرتے ہیں کہ آپ اس فن میں حیرت انگیز مہارت وکمال رکھتے تھے۔اس سلسلے میں میرے پیش نظر آپ کے مختلف رسائل ہیں۔ ''وقایۃ اھل السنۃ عن مکر دیوبند والفتنۃ'' اور ''نفی العار عن معایب المولوی عبد الغفار'' وغیرہ کتب جو فن اسماء الرجال میں آپ کی مہارت کاملہ کی عظیم شہادت ہیں۔

۱۳۳۲ھ میں دیوبندی جماعت کے ایک مشہور عالم جناب مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی نے مسئلہ اذان ثانی پر ایک تحریر لکھ کر ایک مجہول شخص کے نام شائع کی اور اس میں مدینہ طیبہ کے ایک جلیل القدر، رفیع الشان، بلند پایہ عالم تابعی، امام المغازی محمد بن اسحاق پر جی بھر کر جرحیں کیں ۔آپ پر کذب ودجل اور تشیع ورفض وغیرہ کا طعن کیا۔آپ کو کذاب یا متہم بالکذب ثابت کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی جب کہ تھانوی جی نے جن کتب ائمہ سے امام محمد بن اسحاق پر بے ثبوت ونامقبول طعن نقل کیا انہیں کتابوں میں ورق کے ورق ایسے ہیں جو محمد بن اسحاق کے ثقہ ومعتمد اور مقبول ومستند ہونے کی روشن شہادت دے رہے ہیں، امام شعبہ فرماتے ہیں: ''لو کان لی سلطان لامرت ابن اسحاق علیٰ المحدثین'' [۱] **ترجمہ**: اگر میری طاقت وقوت ہوتی تو ابن اسحاق کو تمام محدثین پر امیر مقرر کرتا۔

یحییٰ ابن کثیر وغیرہ فرماتے ہیں: ہم نے امام شعبہ سے یہ فرماتے سنا: ''ابن إسحاق أمير المؤمنين فی الحديث وقال شعبة أيضاً ھو صدوق'' [۲] **ترجمہ**: ابن اسحاق امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں اور امام شعبہ نے بھی یہ فرمایا کہ وہ انتہائی راست گو ہیں۔

اس تھانوی جرأت وبے باکی اور خدانا ترسی پر حیرت ہوتی ہے کہ اکابر ائمہ جرح وتعدیل کی توثیق انہیں رکیک تاویلیں نظر آتی ہیں اور امام محمد بن اسحاق ان کے آئینے میں مجروح ومطعون نظر آتے ہیں۔ نہ صرف امام محمد بن اسحاق بلکہ اجلّہ ائمہ کرام امام اعظم، امام ابو یوسف، امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تمام کتابیں غیر مستند قرار پاتی ہیں۔ ان کی صدہا حدیثیں نا قابل اعتبار ٹھہرتی ہیں۔ مذہب حنفی کا بالکل صفایا ہوجاتا

ہے۔ یہ سب کچھ حسد اور تعصب ونفس پرستی اور قصور فہمی وکوتاہ بینی کے سبب ہے ورنہ حقائق کچھ اور ہیں۔ اور تاجدار اہل سنت سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ نے اس تھانوی رسالہ کے رد میں ایک گراں قدر محققانہ رسالہ لکھا جس کا نام ''وقاية اهل السنة عن مكر ديوبند والفتنة ''رکھا۔ یہ رسالہ انہیں دنوں شائع ہوا آپ نے اس رسالہ میں نہ صرف امام محمد بن اسحاق کا ثقہ ومعتمد اور صدوق ومستند ہونا ثابت فرمایا بلکہ تھانوی جی اور ان کی جرحوں کی خوب خبر گیری فرمائی ہے اور ایسی کہ ان کی جرحیں تار عنکبوت سے کمزور تر نظر آتی ہیں اور یہ بات واضح فرمائی کہ تھانوی جی کا امام محمد بن اسحاق پر یہ کس قدر ظلم شدید ہے کہ ان کی محقق تعدیلوں اور توثیقوں کو پس پشت ڈال کر بے ثبوت طعن پیش کررہے ہیں۔ تھانوی جی کے طعن کے بہ طور تو صحیح بخاری وصحیح مسلم سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا کہ ان کے بہ طور صحیحین میں بھی کذاب ووضاع بھرے پڑے ہیں ورنہ کم از کم متہم بالکذب والوضع تو ضرور ہیں تو صحیح بخاری وصحیح مسلم کی حدیثیں صحیح ہونا بالائے طاق، اصلاً نا قابل اعتبار ہوں گی بلکہ موضوع ومردود وواہیات ٹھہریں گی تو پھر دین سے امان اٹھ جائے گا اور صرف تھانوی پرچم ایوان نجدیت میں لہرائے گا۔

تھانوی جی کی تحریر نہ فقط امام محمد بن اسحاق نہ صرف مذہب حنفی، نہ صرف کتب صحاح پر ضرب کاری کررہی ہے بلکہ اس نے مذاہب اربعہ کے جملہ علمائے کرام، مفسرین قرآن وشارحین حدیث حتیٰ کہ تابعین اعلام وصحابۂ کرام اور نہ صرف صحابۂ کرام بلکہ خود حضور اقدس سید الانام اور نہ فقط حضور اقدس سید الانام بلکہ خود رب العزت ذوالجلال والاکرام کسی کو اپنے ناپاک جملوں سے نہ چھوڑا۔

امام اجل، فقہ امت، سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کی روشن تحریر اور گراں قدر تحقیق نے سیدنا امام محمد ابن اسحاق کی تعدیل وتوثیق کو ایسا محقق فرمایا کہ تھانوی جی کی آرزوؤں کو خاک میں ملادیا اور باطل کو باطل کے گھر پہنچادیا۔

میں اس مقام پر فن اسماء الرجال میں آپ کی کامل مہارت واشگاف کرنے اور تھانوی دجل و

فریب کو بے نقاب کرنے کے لئے آپ کی گراں قدر، نابغۂ روزگار، مشہور زمانہ تصنیف ''وقاية اهل السنة'' کے کچھ اقتباسات نذر قارئین کررہا ہوں تاکہ قارئین پر فن اسماء الرجال میں آپ کی عبقریت روز روشن کی طرح آشکار ہوجائے اور ساتھ ہی ساتھ تھانوی جی کی ہمہ دانی کا پردہ بھی چاک ہوجائے اور امام محمد بن اسحاق پر کی ہوئی جرحوں کی حقیقت بھی واضح ہوجائے۔

آپ نے اولاً اکابر ائمہ اجلہ سے امام محمد بن اسحاق کی کامل مدح وتوثیق کو واشگاف فرمایا اور یہ واضح فرمایا کہ امام محمد بن اسحاق پر تھانوی جی کی جرحیں یا تو وہ سرے سے طعن ہی نہیں، یا قائل سے ثابت نہیں، یا قائل نے خود ان سے رجوع کیا، یا وہ طعن مبہم غیر مفسر ہے۔ اس لیے امام محمد بن اسحاق کو ثقہ اور صدوق ماننا ہی نہایت روشن حق ہے کیوں کہ وہ حدیث میں تمام مسلمانوں کے سردار ہیں۔ جماہیر ائمہ حدیث وجمیع ائمۂ حنفیہ نے انہیں مقبول ومستند اور ثقہ ومعتمد مانا ہے۔ کتب ائمۂ جرح وتعدیل ان کی توثیق سے مالا مال ہیں جیسا کہ آپ اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

(۱) جان توڑ کر یہ کوشش کی کہ کسی طرح مدینہ طیبہ کے ایک جلیل عالم، تابعی امام المغازی محمد بن اسحاق کو کذاب یا کم از کم متہم بالکذب ثابت کرے۔ سنی حنفی بھائیو! آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کے امام مذہب تین ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ، اور ان کے دونوں مصاحب امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم، یہ محمد بن اسحاق آپ کے امام اعظم کے ہم استاذ اور امام ابو یوسف کے استاذ اور امام محمد کے استاذ الاستاذ ہیں۔ یوں ہی امام المحدثین، امام الفقہا، امام الاولیا عبداللہ بن مبارک شاگرد امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ابن اسحاق کی شاگردی کی۔ امام ابو یوسف نے اپنی کتب میں بہت حدیثیں ان سے روایت فرمائیں۔ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں: ''حدثني محمد بن اسحاق حدثني عبيد الله بن المغيرة''[۳]۔ ''حدثني محمد بن اسحاق عن عبد السلام عن الزهري''[۴]۔ ''حدثنا محمد بن إسحاق عن يزيد بن يزيد بن جابر ''[۵]۔ ''أخبرني محمد بن إسحاق عن أبي جعفر ''[۶]۔ ''حدثني محمد بن إسحاق عن الزهري ''[۷]۔ ''حدثني محمد بن إسحاق عن الزهري''[۸]۔ ''حدثني محمد بن إسحاق عن الزهري''[۹]۔

اس پہلے ہی جز میں محمد بن اسحاق نے سات حدیثیں روایت فرمائیں اور سب اجزا کا تتبع کیجئے تو خدا جانے کس قدر ہوں۔

(۲) حنفیہ کے محدث اجل واکبر امام ابوجعفر طحاوی کہ تیسری صدی میں تھے۔

اور جب سے آج تک ایسا جامع امامت حدیث وفقہ شاذ و نادر ہی ہوا، محمد بن اسحاق کی حدیثوں سے احتجاج فرماتے ہیں اور شرح معانی الآثار میں ان سے حدیث روایت کر کے فرمایا: ''ھٰذا حدیث متصل الإسناد صحیح'' [۱۰] یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی اسناد متصل ہے۔

(۳) مذہب حنفی کے رکن جلیل القدر، محقق علیٰ الاطلاق، امام ابن الہمام شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں: ''أما ابن إسحاق فثقة ثقة لا شبهة عندنا فی ذٰلك ولا عند محققی المحدثین'' [۱۱] ابن اسحاق ثقہ ہیں، ثقہ ہیں اس میں نہ ہمارے نزدیک کوئی شبہ ہے نہ محققین محدثین کے نزدیک۔ نیز فرماتے ہیں: ''توثیق ابن اسحاق هو الحق الأبلج وما نقل عن کلام مالك فیه لا یثبت، ولو صح لم یقبله أهل العلم کیف وقد قال شعبة فیه هو أمیر المومنین فی الحدیث'' [۱۲]

ابن اسحاق کو ثقہ ماننا ہی نہایت روشن حق ہے اور امام مالک سے جو ان پر طعن منقول ہوا وہ نقل ثابت نہیں اور اگر صحیح بھی فرض کر لیں تو اہل علم نے وہ طعن قبول نہیں کیا اور کیوں قبول ہو حالاں کہ امام شعبہ نے فرمایا کہ: محمد بن اسحاق حدیث میں سب مسلمانوں کے سردار ہیں۔ [۱۳]

بالجملہ ائمۂ حنفیہ کا ان کے قبول پر اجماع ہے تو انہیں کذاب اور متہم ٹھہرانے میں یہ پیچ ہے کہ حنفیہ کے ائمۂ مذہب جھوٹے کذابوں کی شاگردی کرتے اور ایسوں کی حدیثیں اپنی کتابوں میں بھرتے اور ان کو ثقہ اور دین خدا میں معتمد بناتے ہیں تا کہ دیوبندیوں کے عینی بھائی غیر مقلدوں کا اعتراض حنفیہ پر چست ہو کہ: حنفیوں کی حدیثیں ایسی کھوٹی ہیں اور ان کے محدث ایسے جھوٹے۔

(۴) دیوبندی تحریر نے فقط حنفیہ پر عنایت نہ کی، بلکہ صحاح ستہ پر بھی کہ محمد بن اسحاق سے ان سب میں روایات واحادیث ہیں۔ صحیح بخاری میں تعلیقاً اور صحیح مسلم وسنن اربعہ میں مسنداً، امام ترمذی نے ابن اسحاق کی حدیثوں کو صحیح کہا، ابوداؤد نے ان پر سکوت کیا، اور خود یہ حدیث کہ اذان جمعہ زمانۂ اقدس میں دروازہ پر ہوتی اسے بھی ابوداؤد نے روایت کر کے سکوت فرمایا اور اس کتاب میں اسی حدیث پر سکوت کرتے ہیں جو ان کے نزدیک صحیح یا حسن ہو، اکابر ائمہ وعلما مثل امام عبد العظیم منذری، وامام ابوعمرو ابن الصلاح، وامام اجل ابوزکریا نووی، وامام جمال الدین زیلعی، وامام علاؤ الدین ترکمانی وامام محقق علیٰ الاطلاق وامام ابن امیر الحاج وعلامہ ابراہیم حلبی نے اس کی تصریحیں فرمائیں کہ عن قریب آتی ہیں۔ انشاء المولیٰ تعالیٰ۔

(۵) دیوبندی تحریر نے جتنے طعن محمد بن اسحاق پر نقل کیے یا تو وہ سرے سے طعن ہی نہیں یا قائل سے ثابت نہیں یا قائل نے ان سے رجوع کیا، یا وہ طعن مبہم غیر مفسر ہے۔ مطاعن ابن اسحاق میں جتنا ورق اپنے نامۂ اعمال کی طرح سیاہ کیا ان چار وجوہ سے خالی نہیں پہلی تین قسمیں تو کسی عاقل کے نزدیک طعن نہیں ہو سکتیں اور تمام ائمہ حنفیہ کا اجماع اور جمہور اکابر ائمۂ محدثین کا اتفاق ہے کہ چوتھی قسم بھی زنہار مقبول ومسموع نہیں۔ خصوصاً امثال محمد بن اسحاق میں جن کو مشاہیر ائمۂ حدیث وجمیع ائمہ حنفیہ نے مقبول ومستند وثقہ ومعتمد مانا ہے اور اس تحریر نے بہ کمال بددیانتی ظلم یہ کیا کہ جن کتابوں سے نقل کا نام لیا؟ انہیں میں وہیں ورق کے ورق محمد بن اسحاق کی کمال مدح وتوثیق میں اکابر ائمہ اجلہ سے مذکور ہیں ان سب کو اڑائی گئی۔ خال خال جو بے ثبوت ونامقبول طعن حکایت کیے گئے تھے وہ سب میں سے چن لائی اور اس خیانت مجرمانہ پر کمال بے حیائی کا پردہ ڈال کر بولی کہ:

> **''ان ائمہ محدثین کی جرحیں بالکل منعدم نہ ہو جائیں گی اس لیے اگر محمد بن اسحاق کذاب نہ ہوگا تو متہم بالکذب ضرور ہوگا، بدعتی نہ ہوگا تو متہم بالبدعۃ ضرور ہوگا''۔**

ان ائمہ جلیل الشان کی تعدیل وتوثیق ذکر فرمانے کے بعد تھانوی جی کی بددیانتی کو واشگاف فرمایا کہ جن کتب ائمہ سے تھانوی جی نے امام محمد بن اسحاق پر بے ثبوت ونامقبول طعن نقل کیا انہیں کتابوں میں ورق کے ورق امام محمد بن اسحاق کی مدح وتوثیق سے مزین ہیں۔ آپ رقم طراز ہیں:

پیارے بھائیو! اولاً ہم انہیں کتابوں سے جن کے نام اس تحریر نے لیے ان کی وہ عبارات توثیق ومدائح ابن اسحاق نقل کر دیں جن کو یہ اڑا گئی۔ ان میں میزان الاعتدال، وتہذیب التہذیب، وترغیب وترہیب وجوہر النقی بفضلہٖ تعالیٰ ہمارے پاس ہیں۔ عیون الاثر میں صرف مطاعن نہ ہوں گے بلکہ توثیقات جلیلہ ہوں گی کہ خود عیون الاثر کا بڑا ادار ومدار محمد بن اسحاق ہی کی روایات پر ہے۔ خیر کتب مذکورہ کی جو عبارات مدح وتوثیق محمد بن اسحاق اس نے چھوڑی ہیں انہیں سنیے اور وہ بھی بہ اختصار کہ زیادہ طول نہ ہو۔

میزان الاعتدال میں دیوبندی خیانتیں:

میزان الاعتدال جلد دوم ص ۳۴۳۔ (۱) محمد بن اسحاق المدنی أحد الأئمة الأعلام رأى أنســــــا۔ محمد بن اسحاق مدنی مشاہیر ائمہ سے ایک ہیں انہوں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا [۱۴]۔

(۲)ص۳۴۴۔قال أحمد بن حنبل هو حسن الحديث۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا
:ابن اسحاق کی حدیث حسن ہے[۱۵]۔

(۳)قال محمد ابن معین: ثقة وليس بحجة۔ امام یحییٰ بن معین استاذ امام بخاری نے
فرمایا: ابن اسحاق ثقہ ہیں ہاں اس پائے کے نہیں جن کو محدثین کی اصطلاح میں حجت کہا جاتا ہے[۱۶]۔

(۴)قال علی بن المدینی: حديثه عندی صحيح۔امام علی بن مدینی استاذ امام
بخاری نے فرمایا: ابن اسحاق کی حدیث میرے نزدیک صحیح ہے[۱۷]۔

یہ ابن المدینی وہ ہیں جن کو امام بخاری فرمایا کرتے تھے کہ: میں سوا ان کے کسی کے پاس اپنے
آپ کو چھوٹا نہیں سمجھتا یعنی ان کے علم سے مجھے اپنا علم کم نظر آتا ہے۔

(۵)قال یحییٰ بن كثير وغيره: سمعنا شعبة يقول ابن إسحاق أمير المومنين
في الحديث۔ یحییٰ بن کثیر وغیرہ کہتے: ہیں امام شعبہ کو کہتے سنا کہ: ابن اسحاق حدیث میں سب
مسلمانوں کے سردار ہیں۔ یہ امام شعبہ وہ ہیں جن کو امام بخاری امیر المومنین فی الحدیث کہتے ہیں۔ یہ
ابن اسحاق کو امیر المومنین فی الحدیث کہتے ہیں[۱۸]۔

(۶)وقال شعبة أيضا: هو صدوق۔ نیز امام شعبہ نے فرمایا: ابن اسحاق بہت ہی راست گو ہیں[۱۹]۔

(۷)قال محمد بن عبد الله بن نمير: رُمی بالقدر وكان أبعد الناس منه ۔محمد بن
عبداللہ بن نمیر کہتے ہیں: بعض نے ابن اسحاق پر قدر کی تہمت رکھی حالاں کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ
اس سے دور تھے[۲۰]۔

(۸)قال ابن المدینی: لم أجد له سوى حديثين منكرين۔ یعنی امام ابن المدینی
نے فرمایا کہ میں نے ابن اسحاق کی صرف دو حدیثیں غیر محفوظ پائیں[۲۱]۔

اور وہ دو حدیثیں بھی بیان کر دیں جن میں یہ اذان خطبہ کی حدیث نہیں تو بحمدہ تعالیٰ یہ صحیح و
محفوظ ہے اور وہ کون سا ہے کہ ہزار ہا حدیثیں ابن اسحاق کی طرح روایت کرے اور ان کی دو ایک بھی
غیر محفوظ نہ ہوں۔ ائمہ نے امام مالک و امام بخاری کی بعض احادیث کو بھی تو غیر محفوظ بتایا ہے۔

(۹)قال سمعت ابن عيينة يقول: ما سمعت أحدا يتكلم فى ابن إسحاق إلا فى
قوله فى القدر۔ امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: میں نے کسی کو نہ سنا کہ ابن اسحاق پر کسی بات میں
طعن کرتا ہو سوا قول قدر کے[۲۲]۔

(۱۰)لم يذكر ابن إسحاق أبوعبدالله البخاری فی كتاب الضعفاء له۔
امام بخاری نے ایک کتاب ضعیف راویوں کے بارے میں لکھی اس میں ابن اسحاق کو ذکر نہ
فرمایا[۲۳]۔

(۱۱)روی عباس عن ابن معین قال الليث بن سعد: لا أثبت فی يزيد بن أبی
حبيب من محمد بن إسحاق۔ عباس دوری امام ابن معین سے راوی کہ امام لیث بن سعد نے
فرمایا: یزید بن ابی حبیب کی احادیث میں محمد بن اسحاق سے زائد کوئی معتمد نہیں[۲۴]۔

یہ امام اجل لیث بن سعد بھی تلامذۂ یزید بن ابی حبیب سے ہیں اور ابن یونس
نے کہا: ”روی عنه الأكابر من أهل المصر“۔ اکابر اہل مصر نے ابن ابی حبیب سے حدیثیں
روایت کیں تو امام لیث بن سعد، محمد بن اسحاق کو ان سب اکابر پر ترجیح دیتے ہیں۔

(۱۲)قال أبو زرعة: سألت يحيىٰ بن معين عن ابن إسحاق هو حجة قال: هو
صدوق الحجة عبيد الله بن عمر —الخ۔ امام ابوزرعہ کہتے ہیں: میں نے امام یحییٰ بن معین سے
پوچھا کہ محمد بن اسحاق حجت ہیں فرمایا: وہ نہایت سچے ہیں حجت جسے کہتے ہیں وہ عبید اللہ بن عمر اور فلاں
فلاں اکابر ہیں[۲۵]۔

(۱۳)ابو جعفر النفيلی حدثنی عبد الله بن فائد قال: كنا نجلس إلیٰ ابن
إسحاق فإذا أخذ فی فن من العلم ذهب المجلس بذٰلك الفن۔ ابوجعفر نفیلی کہتے ہیں: مجھ
سے عبداللہ بن فائد نے بیان کیا ہم محمد بن اسحاق کے پاس بیٹھتے جب وہ علم کے کسی فن میں کلام شروع
کرتے تو ساری مجلس اس فن میں ختم ہو جاتی[۲۶]۔

امام شافعی و امام سفیان ثوری امام اجل زہری سے روایت فرماتے ہیں:

(۱۴)لايزال بالمدينة علم مادام بها۔ یعنی مدینہ طیبہ میں ہمیشہ علم باقی رہے گا جب تک
محمد بن اسحاق اس میں ہیں۔

یہ روایت خلاصۂ تہذیب میں ان الفاظ سے ہے۔

لايزال بالمدينة علم جم ما كان فيها ابن إسحاق۔ مدینہ طیبہ میں علم کثیر رہے گا
جب تک ابن اسحاق اس میں ہیں۔[۲۷]

(۱۵)قال يزيد بن هارون سمعت: شعبة يقول: لو كان لی سلطان لأمرت ابن

اسحاق علىٰ المحدثين۔ امام شعبہ فرماتے ہیں: اگر میری سلطنت ہوتی تو میں ضرور محمد بن اسحاق کو تمام محدثین پر سردار بناتا[۲۸]۔

(۱۶)ابن المبارك عن ابن اسحاق فذكر بسنده عن سهل بن حنيف رضى الله تعالىٰ عنه (فذكر الحديث ثم قال) فهٰذا حكم تفرد به محمد قال الترمذى: هٰذا حديث صحيح لا نعرفه إلا من حديث ابن إسحاق۔ یہ حدیث باب احکام کی ہے اور تنہا ابن اسحاق نے روایت کی بایں ہمہ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے ہمارے علم میں محمد بن اسحاق کے سوا کسی نے روایت نہ کیا[۲۹]۔

(۱۷)امام ابن عدی کہتے ہیں: لم يختلف فى الرواية عنه الثقات والأئمة وهو لا باس به۔ ائمہ اور معتمدین ابن اسحاق سے روایت کرنے سے نہ
ے اور ابن اسحاق میں کوئی عیب نہیں[۳۰]۔

(۱۸)قال يعقوب بن شيبة سألت ابن المدينى عن ابن اسحاق قال حديثه عندى صحيح وقلت كلام مالك فيه قال مالك لم يجالسه ولم يعرفه۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں میں نے امام ابن المدینی سے محمد بن اسحاق کی نسبت پوچھا فرمایا: میرے نزدیک ان کی حدیث صحیح ہے۔ میں نے کہا: امام مالک نے جوان میں کلام کیا ہے، فرمایا: لک کو ان کی صحبت نہ ملی، نہ مالک نے انہیں پہچانا[۳۱]۔

(۱۹)انہیں امام علی کا قول نمبر ۳۹ر میں آتا ہے۔

(۲۰)قال أحمد بن عبد الله العجلى: ابن إسحاق ثقة۔ امام احمد عجلی کہتے ہیں: ابن اسحاق ثقہ ہیں۔[۳۲]

تھانوی صاحب نے اس تحریر میں صرف میزان الاعتدال کی عبارت نقل کرنے میں بیس انتیں کی ہیں۔ مسلمانو! انصاف! کیا اسی کا نام دین داری اور دیانت داری ہے؟

سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ نے ''میزان الاعتدال'' میں تھانوی جی کی بیس خیانتیں روشن فرمائیں جن سے امام محمد بن اسحاق کا ثقہ، معتمد، مقبول و مستند اور راور غیر مجروح و مطعون ہونا روشن ہو جاتا ہے۔ آپ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ اہل مدینہ میں سے کوئی بھی امام ابن اسحاق کو متہم نہ کرتا نہ ان پر کسی طرح کا طعن کرتا بلکہ سیدنا امام بخاری فرماتے ہیں: ابن اسحاق کے بارے میں امام مالک سے جو طعن

ذکر کیا جاتا ہے وہ ثبوت تک پہنچتا معلوم نہیں ہوتا۔ امام ابوزرعہ فرماتے ہیں: کہ اکابر اہل علم نے ابن اسحاق کی شاگردی پر اجماع کیا ہے اور محدثین نے انہیں جانچا تو صدق و خیر نظر آئے۔ پھر خود ان کے استاذ نے مدح کی۔ ظاہر ہے کہ یہ اکابر ائمۂ اجلہ کسی مجروح و مطعون اور غیر ثقہ اور غیر معتمد شخص کو حدیث میں مسلمانوں کا امیر نہ فرمائیں گے اور نہ ان کی شاگردی پر اجماع کریں گے اور نہ ہی ان کی تعریف و ثنا کریں گے، ورنہ حدیث سے امان اٹھ جائے گا۔ خود امام ترمذی نے ابن اسحاق کی حدیثوں کو صحیح کہا۔ یہ سب اس بات کا روشن شاہد ہیں کہ تھانوی جی کا طعن جادۂ انصاف سے دور رفتہ ہے اور امام ابن اسحاق کا دامن تھانوی طعن سے پاک وصاف ہے۔ تھانوی جی کا طعن خواہش و نفس پرستی اور خیانت و بددیانتی پر مبنی ہے۔

میزان الاعتدال میں تھانوی جی کی خیانت واضح فرمانے کے بعد تہذیب التہذیب میں ان کی خیانتوں کا پردہ فاش فرمایا۔ ناظرین غور کریں اور انصاف کریں کہ تھانوی جی اس طعن میں کس قدر حق سے دور ہیں۔

تہذیب التہذیب میں دیوبندی خیانتیں:

(۲۱)قال المفضل الغلابى: سالت ابن معين عنه فقال: كان ثقة وكان حسن الحديث۔ مفضل غلابی کہتے ہیں: میں نے امام ابن معین سے ابن اسحاق کی نسبت پوچھا۔ فرمایا: ثقہ تھے اور ان کی حدیث حسن ہے[۳۳]۔

(۲۲)قال على بن المدينى: مدار حديث رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على ستّ فذكرهم ثم قال فصار علم السّتّ عند اثنى عشر فذكر ابن إسحاق فيهم۔ امام احمد ابن مدینی فرماتے ہیں: حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدار چھ اماموں پر ہے۔ پھر ان چھ کا علم بارہ کے پاس آیا۔ ان میں سے ایک محمد بن اسحاق ہیں[۳۴]۔

(۲۳)قال ابن أبى خيثمة: عن ابن معين قال: قال عاصم بن عمر بن قتادة: لا يزال فى الناس علم ما بقى ابن إسحاق۔ ابن ابی خیثمہ نے امام ابن معین سے نقل کیا کہ امام عاصم بن عمر بن قتادہ نے فرمایا: جب تک ابن اسحاق زندہ ہیں ہمشہ لوگوں میں علم باقی رہے گا[۳۵]۔

(۲۴)قال ابن أبى خيثمة: عن هارون بن معروف سمعت أبا معاوية يقول: كان ابن إسحاق من أحفظ الناس فكان إذا كان عند الرجل خمسة أحاديث أو أكثر

استودعها ابن إسحاق۔ **ابن ابی خثیمہ ہارون بن معروف سے روایت کرتے ہیں میں نے ابومعاویہ کو کہتے سنا محمد بن اسحاق اعلیٰ درجہ**
کے حافظہ والوں میں سے تھے تو اگر کسی کے پاس پانچ حدیثیں ہوتیں یا زیادہ، انہیں ابن اسحاق کے سپرد کردیتا یعنی ان کے سامنے روایت کردیتا کہ وہ احادیث ان کے واسطے سے امت میں محفوظ رہیں[۳۶]۔

(۲۵)ابن فائد کا قول نمبر۱۳۔

(۲۶)وقال صالح بن أحمد عن علی بن المدینی عن ابن عیینة قال: جالست ابن إسحاق منذ بضع و سبعین سنة وما یتهمه أحد من أهل المدینة ولا یقول فیه شیئا۔ **امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: ستر برس سے زیادہ ہوئے جب سے میں ابن اسحاق کے پاس بیٹھتا ہوں۔ اہل مدینہ میں سے کوئی نہ انہیں متہم کرتا نہ اُن پر کسی طرح کا طعن کرتا**[۳۷]۔

(۲۷)قال الاثرم عن أحمد هو حسن الحدیث۔ **اثرم نے امام احمد سے روایت کیا کہ فرماتے ہیں: محمد ابن اسحاق کی حدیث حسن ہے۔(ایضاً)**

(۲۸)قال البخاری: رأیت علی بن عبد الله یحتج بحدیث ابن إسحاق۔ **امام بخاری فرماتے ہیں: میں نے علی بن عبد اللہ کو دیکھا کہ ابن اسحاق کی حدیث کو حجت قرار دیتے ہیں**[۳۸]۔

(۲۹)وقال علی: ما رأیت أحدا یتهم ابن إسحاق۔ **امام بخاری فرماتے ہیں: امام ابن المدینی نے فرمایا: میں نے کسی کو نہ دیکھا کہ ابن اسحاق کو متہم سمجھتا ہو۔(ایضاً)**

(۳۰)والذی یذکر عن مالك فی ابن إسحاق لا یکاد یتبیّن۔ **امام بخاری فرماتے ہیں: ابن اسحاق کے بارے میں امام مالک سے جو طعن ذکر کیا جاتا ہے وہ ثبوت تک پہونچتا معلوم نہیں ہوتا۔(ایضاً)**

(۳۱)وکان إسماعیل بن أبی أویس من ابع من راینا لمالك أخرج الیٰ کتب ابن اسحاق فی المغازی وغیرها فانتخبت منها کثیراً۔ **امام بخاری فرماتے ہیں: ہم نے اسماعیل بن ابی اویس (امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے نیز امام کے چچازاد بھائی کے پوتے) سے زیادہ امام مالک کا پیرو کسی کو نہ دیکھا، انہوں نے مغازی وغیرہا میں ابن اسحاق کی کتابیں مجھے**

دکھائیں، میں نے ان میں سے کچھ فائدے چنے۔(ایضاً)
یعنی اگر امام مالک کو محمد بن اسحاق کی حدیث پر اعتراض ہوتا تو ان کے شاگرد اور بھانجے اور پوتے کہ سب سے زیادہ ان کے پیرو تھے، ابن اسحاق کی کتابیں روایت نہ کرتے۔

(۳۲)وقال لی ابراهیم بن حمزة: کان عند إبراهیم بن سعد عن إسحاق نحو من سبعة عشر ألف حدیث فی الأحکام سوی المغازی و إبراهیم بن سعد من أکثر أهل المدینة حدیثاً۔ **امام بخاری فرماتے ہیں: مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے کہا کہ: امام ابراہیم بن سعد کے پاس ابن اسحاق سے مغازی کے سوا خاص باب احکام میں سترہ ہزار کے قریب حدیثیں تھیں۔ ابراہیم بن سعد مدینہ طیبہ کے کثیر الحدیث محدثین میں سے تھے۔(ایضاً)**

(۳۳)وقال عبید بن یعیش حدثنا یونس بن بکیر سمعت شعبة یقول: ابن إسحا أمیر المومنین لحفظه۔ **امام بخاری فرماتے ہیں امام شعبہ نے فرمایا: محمد بن اسحاق اپنی قوت حفظ میں سب مسلمانوں کے سردار ہیں**[۳۹]۔

(۳۴)وقال لی علی بن عبدالله: نظرت فی کتب ابن إسحاق فما وجدت علیه إلا فی حدیثین ویمکن أن یکونا صحیحین۔ **امام بخاری فرماتے ہیں: مجھ سے امام علی بن عبداللہ نے فرمایا: میں نے ابن اسحاق کی کتابیں دیکھیں تو صرف دو حدیثوں پر مجھے ناگواری ہوئی اور ممکن ہے وہ دو بھی صحیح ہوں۔(ایضاً)**۔

(۳۵)قال أبوزرعة الدمشقی وابن اسحاق رجل قد أجمع الکبراء من أهل العلم علی الأخذ منه وقد اختبره أهل الحدیث فرأواصدقا وخیراً مع مدحة ابن شهاب له۔ **امام ابوزرعہ دمشقی فرماتے ہیں: بے شک اکابر اہل علم نے ابن اسحاق کی شاگردی پر اجماع کیا اور بے شک محدثین نے انہیں جانچا تو صدق و خیر نظر آئے پھر خود ان کے استاد امام زہری نے ان کی مدح کی۔(ایضاً)**

(۳۶)محمد بن عبداللہ کا قول نمبر ۷ رمیں گزرا۔

(۳۷) وقال یعقوب بن شیبة سمعت ابن نمیر یقول: إذا حدث عمن سمع منه من المعروفین فهو حسن الحدیث صدوق۔ **یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں: میں نے ابن نمیر کو کہتے سنا ابن اسحاق جب پہچانے ہوئے استادوں سے حدیث روایت کریں تو ان کی حدیث حسن ہے وہ صدوق**

ہیں۔(ایضاً)

(۳۸)امام ابن المدینی کا قول نمبر ۱۸ر میں گزرا۔

(۳۹)یہی امام فرماتے ہیں:إن حديث ابن إسحاق ليتبين فيه الصدق ويروى مرة حدثنى أبوالزناد و مرة ذكر أبو الزناد وهو من أروى الناس عن سالم بن أبى النضر وروى عن رجل عنه وهو من أروى الناس عن عمرو بن شعيب وروى عن رجل عن أيوب عنه۔ ابن اسحاق کی حدیث میں صدق روشن ہے جن اساتذہ سے بہ کثرت حدیثیں سنی ہیں بعض حدیثیں ان میں سے ایک واسطہ سے روایت کرتے ہیں اور بعض دو واسطہ سے۔[۴۰]

(۴۰)قال يعقوب بن سفيان قال على:لم أجد لابن إسحاق إلا حديثين منكرين عن نافع عن ابن عمر عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم إذا نعس أحدكم يوم الجمعة والزهرى عن عروة وعن زيد بن خالد إذا مس أحدكم فرجه۔ امام علی نے فرمایا: میں نے ابن اسحاق کی کوئی حدیث غیر معروف نہ پائی سوائے دو کے۔ایک یہ کہ جب کسی کو جمعہ کے دن اونگھ آئے۔دوسرے یہ جب تم میں سے کوئی اپنی شرمگاہ کو چھوئے۔(ایضاً)

(۴۱)قال محمد بن عثمان بن أبى شيبة: سالت عليا عنه فقال: صالح وسط۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں: میں نے امام ابن المدینی سے ابن اسحاق کا حال پوچھا فرمایا: صالح ہیں، اوسط درجہ کے۔(ایضاً)

(۴۲)قال ایوب:وكان على بن المدينى يثنى عليه و يقدمه۔ ایوب ابن اسحاق نے کہا: امام علی ابن اسحاق کے مداح تھے اور انہیں مقدم رکھتے۔(ایضاً)

(۴۳)امام ابن معین کا ارشاد نمبر ۳ر میں گزرا۔

(۴۴)قال يعقوب بن شيبة: سألت ابن معين عنه فقلت فى نفسك من صدقه شئ؟ قال:لا هو صدوق۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں: میں نے امام ابن معین سے پوچھا کیا آپ کے دل میں ابن اسحاق کے سچے ہونے میں کوئی شبہہ ہے فرمایا: نہیں، وہ بہت سچے ہیں۔[۴۱]

(۴۵)قال أبو زرعة الدمشقى: قلت لابن معين و ذكرت له الحجة محمد بن اسحاق منهم فقال:كان ثقة إنما الحجة مالك وعبيد الله بن عمرو۔ امام ابوزرعہ دمشقی کہتے ہیں: میں نے امام یحییٰ کے سامنے اس اعلیٰ پایہ کا ذکر کیا، جسے محدثین کی اصطلاح میں حجت کہتے ہیں اور

میں نے کہا: محمد بن اسحاق اسی درجۂ بلند پر تھے۔اس پر امام ابن معین نے فرمایا: ابن اسحاق ثقہ تھے، حجت تو مالک و عبید اللہ بن عمرو ہیں۔(ایضاً)

(۴۶)قول امام عجلی کہ نمبر ۲۰ر میں گزرا۔

(۴۷)قال ابن عيينة: سمعت شعبة يقول: محمد بن إسحاق أمير المومنين فى الحديث وفى رواية عن شعبة فقيل له لم؟ قال لحفظه وفى رواية عنه لو سوّد أحد فى الحديث لسوّد محمد بن إسحاق۔ امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: میں نے امام شعبہ کو فرماتے سنا کہ محمد بن اسحاق حدیث میں امیر المومنین ہیں، کسی نے پوچھا کیوں؟ فرمایا: اپنے حفظ کے سبب اور فرمایا: اگر حدیث میں کسی کو سردار بنایا جاتا تو محمد بن اسحاق سب کے سردار ہوتے۔(ایضاً)

(۴۸)قال ابن سعد: كان ثقة۔ امام ابن سعد نے کہا کہ: محمد بن اسحاق ثقہ تھے۔(ایضاً)

(۴۹)قال ابن عدى ولمحمد بن إسحاق حديث كثير و قد روى عن أئمة الناس ولولم يكن له من الفضل لا أنه صرف الملوك عن الاشتغال بكتب لا يحصل منها شئ لا الاشتغال بمغازى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ومبعثه ومبدأ الخلق لكانت هذه فضيلة سبق ليها وقد صنفها بعده قوم فلم يبلغوا مبلغه وقد فتشت أحاديثه الكثيرة فلم اجد فيها ما يتهيأ ان يقطع عليه بالضعف وربما أخطأ أو يهم فى الشئ بعد الشئ كما يخطئ غيره وهو لا باس به۔ امام ابن عدی نے کہا: محمد بن اسحاق کی حدیث کثیر ہے اور بے شک مسلمانوں کے اماموں نے ان سے حدیث روایت کی اور ان کی اور کوئی فضیلت نہ ہوتی سوا اس کے کہ انہوں نے بادشاہوں کو بے کار کتابیں دیکھنے سے پھیر کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جہادوں اور بعثت شریفہ اور ابتدائے آفرینش کے مطالعہ میں مشغول کر دیا تو ضرور یہ وہ فضیلت ہے کہ وہی اس میں سابق رہے، ان کے بعد اور علما نے اس میں تصنیفیں کیں۔مگر ان کے مرتبہ تک نہ پہونچے اور بے شک میں نے ان کی احادیث کی، جو کثیر و وافر ہیں، تفتیش کی تو ان میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جس پر ضعف کا یقین ہو سکے۔ہاں کبھی اتفاقاً بعض باتوں میں خطا یا وہم واقع ہوتا ہے جیسے اوروں سے ہوتا ہے ان میں اصلاً کوئی بُرائی نہیں۔[۴۲]

(۵۰)قال ابن المدينى: ثقة لم يضعه عندى إلا روايته عن أهل الكتاب۔ امام ابن المدینی نے فرمایا: محمد ابن اسحاق ثقہ ہیں انہیں اس نے نیچا کیا کہ وہ اہل کتاب سے روایت کرتے

ہیں۔[۴۳]

امام ذہبی نے کہا:ما المانع من رواية ال إسرائيليات عن أهل الكتاب مع قول رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: حدثوا عن بني إسرائيل ولا حرج۔ بنی اسرائیل کے وقائع اہل کتاب سے روایت کرنے کو کس نے منع کیا حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بنی اسرائیل سے روایت کرو،اس میں کچھ حرج نہیں۔[۴۴]

(۵۱)لما سئل ابن المبارك قال: إنا وجدناه صدوقا ثلاث مرات۔ امام اجل سیدی عبداللہ ابن مبارک سے ابن اسحاق کو پوچھا گیا،فرمایا: بے شک ہم نے انہیں بہت سچا پایا، بے شک ہم نے انہیں بہت سچا پایا، بے شک ہم نے انہیں بہت سچا پایا۔[۴۵]

(۵۲)قال ابن حبان: ولم يكن أحد بالمدينة يقارب ابن إسحاق في علمه ولا يوازيه في جمعه وهو من أحسن الناس سياقا للاخبار۔ امام ابن حبان نے کہا: تمام مدینے بھر میں کوئی ایسا نہ تھا کہ علم میں ابن اسحاق کے قریب اجمع احادیث میں ان کا ہمسر ہو۔وہ نہایت خوبی سے احادیث روایت کرتے ہیں۔[۴۶]

(۵۳)يحيىٰ بن يحيىٰ و ذكر عنده محمد ابن إسحاق فوثّقه۔ امام یحییٰ بن یحییٰ کے سامنے ابن اسحاق کا تذکرہ ہوا،فرمایا:وہ ثقہ ہیں۔(ایضاً)

(۵۴)قال ابويعلىٰ الخيلي:محمد بن إسحاق عالم كبير واسع الرواية والعلم ثــــقة۔ امام ابویعلی خلیلی نے کہا:محمد بن اسحاق بڑے عالم ہیں۔ان کی روایت ان کا علم وسیع ہے،ثقہ ہیں۔(ایضاً)

(۵۵)قال ابن البرقي:لم أر أهل الحديث يختلفون في ثقته وحسن حديثه وروايته وفي حديثه عن نافع بعض الشيء۔ امام ابن البرقی نے کہا: میں نے علمائے حدیث سے کسی کو نہ دیکھا کہ ابن اسحاق کے ثقہ اوران کی حدیث وروایت کے حسن ہونے میں اختلاف کرتے ہوں ہاں!نافع سے ان کی روایت میں کچھ ہے۔(ایضاً)

(۵۶)قال أبوزرعة: صدوق۔ امام ابوزرعہ نے فرمایا:ابن اسحاق بہت صادق ہیں۔(ایضاً)

(۵۷)قال الحاكم: قال محمد بن يحيىٰ :هو حسن الحديث عنده غرائب

وروى عن الزهري فأحسن الرواية۔ حاکم نے کہا:امام محمد بن یحییٰ نے فرمایا:ابن اسحاق کی حدیث حسن ہے ان کے پاس بعض افراد ہیں اور انہوں نے زہری سے روایت کی تو بہت اچھی روایت کی۔(ایضاً)

حدیث اذان جمعہ زہری ہی سے روایت کی ہے۔

(۵۸)قال الحاكم وذكر عن البوشنجي انه قال: هو عندنا ثقة ثقة۔ حاکم نے کہا: امام بوشنجی سے منقول کہ محمد ابن اسحاق ہمارے نزدیک ثقہ ہیں،ثقہ ہیں۔(ایضاً)

یہ اڑتیس(۳۸) خیانتیں تہذیب التہذیب میں ہوئیں،آدمی بہادر ہو تو ایسا ہو۔

گزشتہ شہادتوں سے یہ واضح ہوگیا کہ تھانوی جی نے میزان الاعتدال اور تہذیب التہذیب میں کس قدر دیانت کا خون کیا ہے۔سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ نے ان دونوں کتابوں سے یہاں تک اٹھاون (۵۸) شہادتیں ایسی پیش فرمائیں جن میں اکابر ائمہ نے امام محمد بن اسحاق کی نہ صرف مدح وتوثیق فرمائی بلکہ آپ پر منقول طعن کا رد بلیغ بھی فرمایا مگر تھانوی جی ان حقائق پر پردہ ڈال کر امام ابن اسحاق پر طعن کے درپے ہیں اور ایسا کیوں ہے؟ اسے تھانوی جی اور ان کی برادری خوب جانتی ہے اس جماعت اور اس کے پیشوا کا یہ طریقہ رہا ہے کہ حقائق کی پردہ پوشی کرتے اور خود ساختہ اختراعی امور کو فروغ دیتے اگر انصاف و دیانت کے ساتھ اس مذہب کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو حقیقت خود بخود روشن ہوجائے گی اس مقام پر عرض یہ کرتا ہے۔ان شہادتوں میں غور وفکر سے نہ صرف امام محمد بن اسحاق کی توثیق کے روشن جلوے نظر آتے ہیں بلکہ سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کی علمی جلالت،فنی مہارت اور اسماء الرجال میں دستگاہ تام و دسترس کامل خوب خوب واضح وآشکارا ہوجاتی ہے ایک منصف و دیانت دار اور عاقل و ذی فہم کے لئے یہ شہادتیں بس ہیں مگر اس موضوع پر آپ کے مزید علمی افادات اور ناقدانہ ابحاث اس مقام پر نذر قارئین کرنا از بس لازم وضروری ہے تاکہ فن اسماء الرجال میں آپ کی عبقریت خوب خوب واضح ہوجائے۔نیز تھانوی جی نے امام محمد بن اسحاق پر جن جن وجھوں سے طعن کیا ہے ان سب کا احاطہ اور دنداں شکن جواب ہوجائے۔ان ناقدانہ ابحاث سے قبل کتاب ''الترغیب والترہیب'' میں تھانوی جی کی خیانتوں کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔

کتاب ''الترغیب والترہیب'' میں دیوبندی خیانتیں:

(۵۹)محمد بن إسحاق أحد الأئمة الاعلام۔ محمد بن اسحاق مشاہیر ائمہ سے ہیں۔[۴۷]

(۶۰)حدیثه حسن۔ابن اسحاق کی حدیث حسن ہے۔(ایضاً)

(۶۱)قال أحمد بن حنبل : هو حسن الحدیث۔امام احمد نے فرمایا:ان کی حدیث حسن ہے۔(ایضاً)

(۶۲)قال أحمد العجلی : ثقة۔امام احمد عجلی نے کہا:ابن اسحاق ثقہ ہیں۔(ایضاً)

(۶۳)قال علی بن المدینی : حدیثه عندی صحیح۔ امام علی بن مدینی نے کہا:ابن اسحاق کی حدیث میرے نزدیک صحیح ہے۔(ایضاً)

(۶۴)قال شعبة ابن إسحاق :أمیر المؤمنین فی الحدیث۔امام شعبہ نے کہا:ابن اسحاق حدیث میں مسلمانوں کے بادشاہ ہیں۔(ایضاً)

(۶۵)قد استشهد به مسلم فی صحیحه بجملة من حدیث ابن إسحاق و صحح له الترمذی حدیث سهل بن حنیف رضی الله تعالیٰ عنه فی المذی۔ بےشک امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابن اسحاق کی کتنی ہی حدیثوں سے شہادت لی اور امام ترمذی نے حکم مذی میں سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث محمد بن اسحاق سے روایت کر کے فرمایا:”یہ حدیث صحیح ہے“۔(ایضاً)

(۶۶)احتج به ابن خزیمة فی صحیحه۔ امام الائمہ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ابن اسحاق کو حجت مانا ہے۔(ایضاً)

(۶۷)وبالجملة فهو ممن اختلف فیه وهو حسن الحدیث۔ غرض ان میں اختلاف ہوا اور قول فیصل یہ ہے کہ:ان کی حدیث حسن ہے۔(ایضاً)

جوہر النقی میں دیوبندی خیانتیں:

(۶۸)جلد اول ص۲۳۶،ابن إسحاق ثقة—اه ملتقطا۔محمد بن اسحاق ثقہ ہیں۔

(۶۹)قد أخرجه الترمذی من جهة ابن إسحاق وقال:حسن صحیح۔ بےشک امام ترمذی نے ابن اسحاق سے حدیث روایت کر کے فرمایا:یہ حدیث صحیح ہے۔

(۷۰)وأخرجه أبو داؤد أیضا من جهته وسکت عنه۔ امام ابوداؤد نے بھی ابن اسحاق سے روایت کر کے اس پر سکوت فرمایا۔

سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ نے ”میزان الاعتدال،تہذیب التہذیب اور کتاب الترغیب

والترہیب و جوہر النقی“ میں تھانوی جی کی سترّ خیانتیں واشگاف فرمائیں اور ان سے امام محمد بن اسحاق کا ثقہ ومقبول اور معتمد ومستند ہونا واضح فرمایا اور اس کے بعد تھانوی جی کا محاسبہ فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

بعون اللہ تعالیٰ وللہ الحمد! مسلمانو! یہ ہیں وہ قاہر و باہر روشن وظاہر توثیقیں جنہیں اجمال و اہمال کے پردہ میں چھپا کر صرف چند ضعیف وسخیف ومبہم ونامسلم طعن تمہیں دکھائے اس لیے کہ چاند پر خاک ڈالے،تو اکابر ائمہٗ عظام کی ان عظیم وجلیل توثیقوں کے آفتاب روشن کے حضور طعن بے ثبات کی تاریکی آپ ہی دھواں بن کر اُڑ جاتی، یا کم از کم محمد بن اسحاق کے بے وقعتی کے وہم وگمان کو بھی مسلمانوں کے دل میں نہ آنے پاتی۔خیر چار ہی کتابوں میں سترّ خیانتیں تو یہ ہوئیں آگے چلیے۔

ثانیاً: ابن اسحاق پر بڑا طعن کذب کا ہے اجلۂ ائمہ نے اس کے وہ قاہر جواب ارشاد فرمائے جن کے حضور ہر طالب حق کی گردن جھک جائے اور ایک امام کبیر العلم،جلیل الشان کا دامن صدق اس بدنما داغ سے پاک وصاف نظر آئے۔وہ عالی جوابات انہیں ”میزان الاعتدال وتہذیب التہذیب“ کے انہیں ورقوں میں آفتاب روشن کی طرح چمک رہے ہیں اور یہ دونوں کتابیں اس کے پاس بھی ہیں کہ ان سے بلاوساطت نقل کی ہے۔ یہ تحریر ان جوابوں کی نقل کو لاتی تو اپنے ہی گھر گھروندا بناتی، سارے مکروفریب کی بناڈھا جاتی اور خدا جانے کیا مصیبت کیسی کٹھن پڑی کہ جوابوں کی بالکل نفی بھی نہ بن پڑی ورنہ ایسے کو یہ کہتے کیا لگتا کہ طعن کذب کا کسی نے جواب نہ دیا، بلکہ یہ کہتے کیا باک تھا کہ سب نے قبول کرلیا،مگر امام اجل احمد بن حنبل وامام بخاری وغیرہما اکابر کی برکت کہ اس نے نرا انکار نہ کرنے دیا بلکہ شرمائی ہوئی نظر،چھپی ہوئی نگاہ سے یہ کھسیانی ادا دکھائی کہ ”دیگر محدثین ان جروح کی تاویلات رکیکہ کرتے ہیں“یعنی امام احمد،امام ابن المدینی،وامام بخاری وامام ابن حبان وامام مزی،وامام ذہبی، وامام عسقلانی وامام ابن الہمام حنفی وغیرہم جیسے اکابر ائمہ شان رکیک لچر پوچ بناوٹوں سے زبردستی ابن اسحاق کو سچا بناتے ہیں۔

میزان وتہذیب میرے سامنے ہے۔کیوں عوام مسلمین کو دھوکے دیتی ہے، بے ایمانی کی پٹی دیوبندیت کی آنکھ سے اٹھا کر سوجھ کر۔ائمۂ حدیث نے تاویلیں کی ہیں یا حق دکھایا ہے، رکیک بناوٹیں کی ہیں، یا قاہر رد فرمایا ہے؟

مسلمانو! ائمۂ دین نے محمد بن اسحاق پر طعن کذب کے بارہ قاہر رد فرمائے ہیں جن کو یہ تحریر یکسر اڑا کر رکیک تاویلوں کا آنچل ڈال کر چھپانا چاہتی ہے۔ یہاں اس نے جو جو عبارتیں ”میزان

الاعتدال اورتہذیب التہذیب'' کی اڑائی ہیں ستر کے بعد ہم ان کا شمار حاشیہ پر کردیں گے۔

اس کے بعد آپ نے یہ بحث فرمائی کہ تھانوی جی کا امام ابن اسحاق پر سب سے بڑا طعن کذب کا ہےاور آپ پر اس طعن کی دو وجہیں ہیں: ایک وجہ سلیمان تیمی سے دوسری وجہ یحییٰ اور وہیب اور مالک وہشام سے ہے۔ پہلی وجہ پر آپ نے دو قاہر رد ارقام فرمائے: ایک تو یہ کہ سلیمان تیمی نے اس طعن کی کوئی وجہ ذکر نہ کی تو یہ مبہم جرح ہوئی اور تعدیل کے مقابلہ میں مبہم جرح، مردود و نامقبول ہے۔ دوسرے یہ کہ سلیمان تیمی اس فن جرح وتعدیل کے اہل ہی نہیں اس لیے اس سلسلے میں ان کی بات قابل لحاظ نہیں کہ لحاظ اس کی بات کا ہے جو فن جرح وتعدیل کا اہل ہے نہ کہ اہلیت نہ رکھنے والے کا بھی ورنہ پھر دین سے امان اٹھ جائے۔

طعن کی دوسری وجہ کے متعلق آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ وجہ یحییٰ ار وہیب اور مالک وہشام سے ہے اور سب کا مدار ہشام کے بیان پر ہے اور وہ قطعاً مفید و کار آمد نہیں۔ ائمۂ حدیث نے دس طریقوں سے اس کا روشن رد فرمایا ہے کہ تھانوی جی اور ان کی برادری اگر انصاف کریں اور دیانت کو بروئے کار لائیں اور ان طریقوں میں عادلانہ اور غائرانہ نظر وفکر کریں تو اس طعن سے رجوع میں عافیت سمجھیں مگر اس برادری کی خلقی فطرت اور جبلی سرشت عناد وہٹ دھرمی، تعسف ونفس پرستی، دیدہ ودانستہ حقائق کی پردہ پوشی ہے۔ ''نتبع ما ألفينا عليه اٰباء نا'' کا ورد کرتی ہے ایک عادل ومنصف اور دیانت دار کے لیے ائمۂ اجلہ کے ارشادات باہرہ بس ہیں۔ امام ابن اسحاق پر تھانوی جی کے طعن کذب اور اس کی دو وجہوں کا بیان اور ان کا دندان شکن ردسیدی سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کے قلم سے ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں:

مسلمانو! ابن اسحاق پر یہ طعن (کذب) دو وجہ پر منقول ہوا۔ ایک سلیمان تیمی سے اس کے دو کھلے رد ہیں:

ردِّ اول: اس کی کوئی وجہ انہوں نے نہ بتائی۔

(۷۱) تہذیب التہذیب، ج۹، ص۴۵۔

وأما سليمان التيمى فلم يتبين لى لأى شئ تكلم فيه۔ وہ وجہ مجھ پر ظاہر نہ ہوئی کہ سلیمان تیمی نے کس وجہ سے وہ بات کہی۔

یہ تو جرح مبہم ہے اور تعدیل کے مقابل مبہم بات مردود ہے خصوصاً ایسے امام کبیر کے حق میں،

اس کا بیان انشاء اللہ المنان حصہ دوم میں آئے گا یہاں اس قدر کافی کہ امام جلال الدین سیوطی ''تدریب الراوی شرح تقریب امام نووی'' (ص۲۰۲، مدینہ) کے قول منصف ''ولا يقبل الجرح إلا مبين السبب'' کی مثالوں میں فرماتے ہیں:

''قال الصيرفى: وكذا اذا قالوا: فلان كذاب لا بد من بيانه لأن الكذب يحتمل الغلط''۔[۴۸]

یعنی طعن مقبول نہیں جب تک اس کا سبب بیان نہ کیا جائے۔ امام صیرفی نے کہا: مثلاً اگر جرح کرنے والے کسی کو کذاب کہیں تو ضرور ہے کہ اس کی وجہ بیان کریں کہ کذب نادانستہ غلطی کو بھی کہتے ہیں۔

ردِّ دوم: سلیمان تیمی اس فن جرح وتعدیل کے اہل ہی نہیں، تو اس میں ان کی بات کا کیا لحاظ۔

(۷۲) امام حافظ الشان تہذیب التہذیب، ج۹، ص۴۵ میں فرماتے ہیں:

''سليمان ليس من أهل الجرح والتعديل'' سلیمان تیمی جرح وتعدیل کے اہل نہیں۔

دوم: یحییٰ و وہیب و مالک وہشام سے، اس میں مدار صرف بیان ہشام پر ہے باقی تین نے ایک دوسرے کی تقلید کی اور اقرار فرمالیا کہ ہم کو کوئی وجہ ابن اسحاق کے کذب کی معلوم نہیں بلکہ ہم نے فلاں کو ایسا کہتے سنا، میزان الاعتدال، ج۹، ص۳۴۵ میں ہے:

''سلیمان بن داؤد کہتے ہیں: یحییٰ قطان نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے، میں نے کہا آپ کو کیا خبر؟ کہا: مجھ سے وہیب نے کہا تھا: اور میں نے وہیب سے پوچھا تھا کہ تم نے کیوں کر جانا؟ تو کہا: مجھ سے مالک بن انس نے فرمایا، اور میں نے مالک سے دریافت کیا کہ آپ کو کیا معلوم؟ تو فرمایا: مجھ سے ہشام بن عروہ نے فرمایا تھا اور میں نے ہشام سے استفسار کیا تھا کہ تم کیا جانو؟ تو کہا:

''حدث عن امرأتى فاطمة بن المنذر وأدخلت على وهى بنت تسع وماراٰها رجل حتى لقيت الله تعالىٰ'' وہ میری زوجہ فاطمہ بن المنذر سے حدیث روایت کرتا اور فاطمہ نو برس کی تھیں جو میرے گھر بیان کر آئیں اور تادم مرگ کسی نے انہیں نہ دیکھا۔

بس یہ ہے وہ شور وغل جس پر یہ تحریر دیوبند کی زمین سر پر اٹھائے لیتی ہے۔ سارا نچوڑ ہشام کے بیان پر ہے اور وہ اصلاً مفید نہیں ائمۂ حدیث نے اس کے دس رد فرمائے ہیں:

رِدّاول: (۷۳)امام بخاری ارشاد فرماتے ہیں کہ: یہ قول ہشام سے ثابت نہیں کما سیأتی۔

رِدّدوم: ہشام سے جو قول مروی ہوا وہ صریح غلط ہے۔اس میں کہ فاطمہ بنت المنذر جب میرے پاس بیان کر آئیں،نو برس کی تھیں،حالاں کہ وہ اپنے شوہر ہشام سے تیرہ برس بڑی ہیں تو جب وہ نو برس کی تھیں ہشام ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے اس کے چار برس بعد ان کی ولادت ہوئی۔

(۷۴)امام ذہبی میزان،ج۲،ص۳۴۵،اور تہذیب التہذیب،ج۹،ص۴۶۔قولہ: وھی بنت تسع غلط لأنھا أکبر من ھشام بثلاث عشر سنة۔ ہشام نے فرمایا: وہ نو برس کی تھیں غلط ہے اس لیے کہ فاطمہ شہام تیرہ سال بڑی تھیں۔

رِدّسوم: فاطمہ پردہ نشیں ضرور تھیں اور انہیں کسی غیر شخص نے نہ دیکھا،مگر اس سے یہ کب لازم آیا کہ کوئی نامحرم ان سے روایت بھی نہ کرے؟ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زائد کس کا پردہ ہوگا؟ پھر صدہا نے ان سے حدیثیں سنیں اور روایت کیں۔

(۷۶)ابن حبان کتاب الثقات میں فرماتے ہیں: ''أما قول ھشام فلیس مما یجرح به إنسان وذلك أن التابعین سمعوا من عائشة من غیر أن ینظروا إلیھا''[۴۹] ہشام کا قول جرح نہیں کیوں کہ تابعین نے حضرت عائشہ سے سنا بغیر اس کے کہ انہیں دیکھیں۔

رِدّچہارم: ہشام تو ''رجل'' کی نفی کرتے ہیں کہ کسی مرد نے انہیں نہ دیکھا۔''رجل'' مرد بالغ کو کہتے ہیں ممکن کہ ابن اسحاق نے اپنی نابالغی میں فاطمہ سے حدیثیں سنی ہوں۔ یہ جواب امام بخاری کے استاد اجل امام ابن المدینی نے افادہ فرمایا۔

(۷۷)قال علی: الذی قال ھشام لیس بحجة لعله دخل علیٰ امرأته وھو غلام سمع منھا۔[۵۰]

رِدّپنجم: ہشام عمر بھر کی نفی کیوں کر کر سکتے ہیں۔ ہر وقت آدمی تو گھر میں رہتے نہ تھے، کیا دشوار ہے کہ ابن اسحاق حاضر ہوئے اور اذن طلب کیا، فاطمہ نے اذن فرمایا اور پردے کے اندر سے انہیں حدیث سنائی۔ یہ جواب امام احمد و امام بکاری و امام ابن حبان نے افادہ فرمایا۔

(۷۸)امام مزی و تہذیب التہذیب،ج۹،ص۴۱،دار صادر بیروت:''قال عبد اللہ فحدثنا أبی بذالك فقال ولم ینکر ھشام لعله جاء فاستاذن علیھا فأذنت له قال أحسبه

قال ولم یعلم''۔ہوسکتا ہے ابن اسحاق نے آکر اجازت طلب کی اور فاطمہ نے اجازت دی اور ہشام کے علم میں یہ بات نہ ہوئی۔

(۷۹) ثقات ابن حبان میں ہے: ''کذلك ابن إسحاق کان سمع من فاطمة والستر بینھما مسبل''[۵۱] ایسے ہی اسحاق نے فاطمہ سے سنا ہوا اور دونوں کے مابین پردہ ہو۔

(۸۰)امام بخاری کی عبارت آتی ہے۔

رِدّششم: آخر اس زمانہ میں بیبیاں نقاب کے ساتھ مساجد میں آتی ہی جاتی تھیں۔ ممکن ہے کہ ابن اسحاق نے ان سے حدیث سنی ہو۔اس کی خبر ہشام کو ہونی کیا ضرور۔

(۸۱)امام ذہبی: ''قلت وما یدری ھشام عن عروة فلعله سمع منھا فی المسجد''[۵۲]۔

رِدّہفتم: ممکن کہ ابن اسحاق نے فاطمہ سے بذریعہ کتابت روایت کی ہو۔امام بخاری جزء القرأة میں فرماتے ہیں: ''ولو صح عن ھشام جائز ان تکتب إلیه فإن أھل المدینه یرون الکتاب جائز او جائز أن یکون سمع منھا وبینھما حجاب'' یعنی ہشام سے یہ اعتراض ثابت ہی نہیں،اور اگر بالفرض صحیح ہو تو جائز ہے کہ فاطمہ نے حدیث ابن اسحاق کو لکھ بھیجی ہو کہ اہل مدینہ بذریعۂ کتابت روایت کو جائز جانتے ہیں اور جائز ہے کہ ابن اسحاق نے پردے کی آڑ سے حدیث سنی ہو۔[۵۳]

رِدّہشتم: کچھ بھی سہی محمد بن سوقہ کوفی ثقہ عابد کہ تمام صحاح ستہ کے رجال سے ہیں۔ یہ بھی تو فاطمہ سے روایت فرماتے ہیں انہوں نے کیسے سنی۔

اقول: یوں ہی محمد بن اسماعیل بن یسار نے بھی فاطمہ سے حدیث سنی کما فی التھذیب من ترجمتھا تو ہشام کا انکار رد ہوگیا۔

(۲۳)ذہبی(۸۴)وامام عسقلانی۔

''قد روی عنھا أیضا غیر محمد بن إسحاق من الغرباء محمد بن سوقة''[۵۴]۔فاطمہ سے محمد بن اسحاق کے علاوہ اور بھی لوگوں نے سنا۔مثلاً محمد بن سوقہ نے۔

رِدّنہم: ہشام تو دیکھنے کے منکر ہیں کہ فاطمہ کو کسی غیر نے نہ دیکھا اور ابن اسحاق ان سے حدیث روایت کرتے ہیں۔رویت و روایت میں زمین و آسمان کا فرق ہے، پھر اعتراض کیا ہوا۔

(۸۵) امام ذہبی: ''والرجل فما قال إنه راٰها أفبمثل هٰذا يعتمد على تكذيب رجل من أهل العلم هٰذا مردود'' یعنی ابن اسحاق کب کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ کو دیکھا۔ کیا ایسی بے علاقہ بات سے ایک عالم کی تکذیب پر اعتماد ہوگا؟ یہ مردود ہے۔[۵۵]

ردّدھم: سب سے قطع نظر سہی تو ائمہ نے ان پر طعن مقبول نہ رکھا پھر ایسی بات کہ ائمۂ ناقدین کے حضور پیش ہو کر رد ہو چکی، ایسے دستاویز بنانا، کیوں کر جائز، ایسے مطاعن سنے جائیں تو سلف و خلف میں شاید ہی کوئی امام سلامت بچے۔ سب سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

(۸۶) یہ جواب امام بخاری نے ارشاد فرمایا، جزء القرأۃ میں فرماتے ہیں: ''ولم ينج كثير من الناس من كلام بعض الناس فيهم نحو ما يذكر عن إبراهيم عن كلامه فى الشعبى و كلام الشعبى فى عكرمة ولم يلتفت أهل العلم هٰذا النحو إلا ببيان وحجة ولم تسقط عدالتهم إلا ببرهان و حجة''[۵۶] یعنی اکثر ائمہ وہی ہیں جن پر کسی نہ کسی نے طعن کیا ہے جیسے امام اجل ابراہیم نخعی سے امام اجل شعبی میں کلام منقول ہے اور امام شعبی سے عکرمہ میں، علما ایسی باتوں کی طرف التفات نہیں فرماتے جب تک دلیل و حجت سے ثابت نہ ہو، نہ جن پر طعن ہو بے دلیل و حجت ان کی عدالت ساقط ہوتی۔

مسلمانو! یہ قاہر رد ہیں جن کو یہ دیوبندی تحریک رکیک تاویلیں بتاتی ہیں۔ إنا لله و إنا إليه راجعون، آدمیاں گم شدند۔

گذشتہ اوراق اس بات پر شاہد ہیں کہ امام محمد بن اسحاق پر تھانوی جی نے جو کذب کا طعن کیا تھا اس کی دو وجہیں تھیں۔ افقہ امت تاجدار اہل سنت سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ نے بارہ طریقوں سے اس کا ایسا رد بلیغ فرمایا کہ تھانوی جی کے لیے مجال دم زدن نہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ واشگاف فرمایا کہ امام محمد بن اسحاق پر ایک دوسرا طعن دجل کا بھی ہے جو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے اور دیوبندی برادری اس طعن کا سہارا لے کر امام محمد بن اسحاق کو مجروح و مطعون قرار دینے میں طرح طرح کی ریشہ دوانیاں کرتی ہے اور ان کی روایت کو قابل اعتنا نہیں جانتی مگر افقہ امت سیدی سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کی علم اسماء الرجال میں مہارت تامہ کی داد دیجیے۔ آپ نے اس دجل کو بھی بے نقاب فرمایا اور ائمۂ کرام سے اس کے چھ رد ارقام فرمائے جس سے یہ طعن خود مطعون و مردود و ناقابل قبول ہو جاتا ہے۔

یہ طعن **اولاً:** تو اس لیے مردود ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ طعن پایۂ ثبوت تک نہیں

پہونچتا بلکہ طعن کا متحقق نہ ہونا ہی قرین قیاس ہے۔

ثانیاً: امام مالک نے اس طعن سے رجوع فرما لیا اور ان سے صلح کر لی۔

ثالثاً: بالفرض امام مالک کا رجوع نہ سہی تو بسا اوقات امام ناقد کسی دوسرے امام پر کسی خاص وجہ سے کسی ایک مخصوص قضیہ میں طعن فرماتا ہے اور وہ طعن اسی قدر پر منحصر رہتا ہے، باقی امور میں اسے مطعون نہیں جانتا، بلکہ اسے مقبول جانتا ہے یہاں تک کہ وہ خود اس سے احادیث اخذ کرتا ہے۔

رابعاً: امام مالک کو ابن اسحاق سے واقفیت نہ تھی۔

خامساً: امام مالک نے اعتراض امام ابن اسحاق کی حدیث پر نہیں بلکہ امام کا اعتراض امام ابن اسحاق پر مذہب قدر کی تہمت کے سبب ہے اور گزشتہ اوراق میں گزر چکا کہ امام ابن اسحاق کی طرف مذہب قدر کی نسبت محض خیال ہی خیال ہے، وہ تو مذہب قدر سے حد درجہ دور رفتہ تھے۔

سادساً: علمائے کرام نے امام ابن اسحاق پر امام مالک کا دجل کا طعن مقبول نہ رکھا۔ آپ ائمہ عظام کی شہادتوں کی روشنی میں اسی طعن کا محاسبہ فرماتے ہوئے اور اس کا روشن رد فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ثالثاً: دوسرا طعن دجل کا ہے کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہوا ائمہ کرام نے اس کے چھ رد ارشاد فرمائے:

رد اول: امام بخاری فرماتے ہیں: امام مالک سے اس کا ثبوت متحقق نہیں بلکہ ثابت نہ ہونا ہی قرین قیاس ہے، اس کے بطلان پر قرینہ موجود ہے جیسا کہ ۳۰، ۳۱ میں گزرا۔ امام محقق حنفیہ شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں: امام مالک سے محمد بن اسحاق پر طعن ثابت نہیں جیسا کہ گزارش سوم میں گزرا۔

رد دوم: امام مالک نے اس سے رجوع فرمایا۔ امام محقق علی الاطلاق رقم طراز ہیں: ''ذكره ابن حبان فى الثقات وان مالكا رجع عن الكلام فى ابن إسحاق واصطلح معه وبعث إليه هدية و ذكرها ابن حبان''[۵۷] ابن حبان نے محمد بن اسحاق کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور یہ کہ امام مالک نے ابن اسحاق پر طعن سے رجوع کر لیا ہے اور ان سے صلح فرمائی اور انہیں ہدیہ بھیجا۔ ابن حبان نے وہ ہدیہ بھی بتایا ہے۔

(۸۷) ابن حبان ''کتاب الثقات'' میں فرماتے ہیں:

''أما مالك ف إن ذالك كان منه مرة واحدة ثم عادله إلى ما يجب ولم يكن

یقدح فیه من أجل الحدیث إنما کان ینکر تتبعه غزوات النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من أولاد الیهود الذین أسلموا وحفظوا قصة خیبر وغیرها وکان ابن إسحاق یتتبع هٰذا منهم من غیر أن یحتج بهم وکان مالك لا یریٰ الروایة الا ان متقن ''[۵۸]۔امام مالک نے ایک بار محمد بن اسحاق پر طعن کیا تھا، پھر ابن اسحاق کے محبوب برتاؤ کی طرف رجوع فرمایا، مالک کا طعن ان پر حدیث میں نہ تھا بلکہ یہ بات ناپسند تھی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غزوات کے قصے یہود کی اولاد سے پوچھتے جو اسلام لے آئے اور ان کو خیبر وغیرہ کے غزوات یاد تھے۔ابن اسحاق کا یہ پوچھنا بھی اس طور پر نہ تھا کہ ان لڑکوں کا بیان حجت سمجھتے مگر مالک روایت ایسوں ہی سے روا رکھتے تھے، جو نہایت ضبط ومتانت والے ہوں، ابن اسحاق کی صرف اس بات پر امام مالک کا انکار تھا۔

ردسوم: بالفرض رجوع نہ بھی سہی تو امام ناقد کبھی کسی امام پر کسی وجہ خاص سے ایک امر خاص میں طعن فرماتا ہے اور وہ طعن اتنی ہی بات پر مقتصر رہتا ہے، باقی امور میں وہ بھی اسے مقبول رکھتا ہے یہاں تک کہ خود اس سے احادیث اخذ کرتا ہے۔

(۸۸) یہ جواب امام بخاری نے ارشاد فرمایا، جزء القرأۃ میں فرماتے ہیں:

''لو صح عن مالك تناوله من ابن إسحاق فلربما یتکلم الإنسان فیرمی صاحبه بشیٔ ولا یتهمه فی الأمور کلها قال إبراهیم بن المنذر عن محمد بن فلیح نهانی مالك عن شیخین من قریش وقد أکثر عنها فی المؤطا وهما ممن یحتج بهما ''یعنی اول تو امام مالک سے ابن اسحاق پر طعن ثابت نہیں اور اگر بالفرض صحیح بھی ہو تو ایسا بارہا ہوتا ہے کہ آدمی اپنے کسی رفیق پر کسی ایک خاص بات پر طعن کرتا ہے اور سب باتوں میں اسے متہم نہیں سمجھتا ہے۔محمد بن فلیح کہتے ہیں انہیں امام مالک نے مجھے دو قریشی عالموں سے روایت کو منع فرمایا اور خود مؤطا میں ان سے بکثرت روایت فرمائیں اور فی الواقع وہ دونوں حجت ہیں[۵۹]۔

ردچہارم: امام مالک کو ابن اسحاق سے واقفیت نہ تھی، ابن اسحاق مدینہ طیبہ میں نہ رہے، ابتداہی میں کوفہ وجزیرہ دری وبغداد کی طرف کوچ کیا اور بغداد شریف ہی میں قیام پذیر ہوئے۔وہیں وفات پائی انہوں نے مدینہ طیبہ میں کون سی حدیث روایت کی کہ امام مالک نہیں جانچتے۔یہ رد امام بخاری کے استاذ امام علی بن عبد اللہ نے ارشاد فرمایا اور ان کا یہ قول میزان الاعتدال، ص۱۸رمیں اور تہذیب التہذیب، ج۹، ص۳۸رسے۴۲رنمبر میں گزرا کہ فرمایا: ''مالك لم یجالسه ولم یعرفه''[۶۰]۔

تہذیب التہذیب میں امام ابن سعد سے ہے: ''کان خرج من المدینة قدیما فأتیٰ الکوفة والجزیرة والری و بغداد فأقام بها حتی مات بها سنة—۱۵۱''[۶۱]۔

ردپنجم: امام کا اعتراض ان کی حدیث پر نہیں، بلکہ مذہب قدر کی تہمت کے سبب ہے، یہ جواب امام عبد الرحمٰن بن ابراہیم استاذ امام بخاری نے ارشاد فرمایا، اور امام مصعب زبیری استاذ الاستاذ امام بخاری واستاذ امام ابن معین نے تو مطلق فرمایا کہ: ابن اسحاق پر جس نے طعن کیا بوجہ حدیث نہ تھا۔ مزی، ص۹۱، وعسقلانی، ج۹، ص۴۲: ''قال ابو زرعة الدمشقی: ذاکرت رحیما قول مالك فیه فرأی أن ذلك لیس للحدیث انما هو لأنه اتهمه بالقدر ''*ایضاصفحۂ مذکورہ:* ''قال إبراهیم الحربی حدثنی مصعب قال: کانوا یطعنون علیه بشیٔ من غیر جنس الحدیث ''۔اور نمبر ۷رمیں گزرا کہ مذہب قدر کی ان کی طرف نسبت بھی محض خیال ہی خیال تھی وہ سب سے زیادہ اس سے دور تھے اور اس سے مفصل جواب حصہ دوم میں آتا ہے۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ردششم: وہی جو طعن کذب کا رد دہم تھا کہ سب جانے دو، آخر علمائے کرام نے طعن کو مقبول نہ رکھا تو اس سے استناد جہل ''ودونہ خرط القتاد''۔ یہ جواب امام محقق علی الاطلاق نے ارشاد فرمایا اور رد دہم میں امام بخاری کا ارشاد اس کے موافق ہے۔فتح القدیر کا کلام گزارش سوم میں گزرا اور اس کا تتمہ یہ ہے: ''وروی عنه مثل الثوری وابن إدریس وحماد بن زید و یزید بن زریع وابن علیة وعبد الوارث وابن المبارك واحتمله أحمد وابن معین وعامة أهل الحدیث''[۶۲]۔

اگر ابن اسحاق امام کا طعن ثابت فرض کرلیں تو علمانے اسے مقبول نہ رکھا اور کیوں کر قبول ہو حالاں کہ امام شعبہ ابن اسحاق کو حدیث میں مسلمانوں کا بادشاہ کہتے اور ان سے امام اجل سفیان ثوری وابن ادریس وحماد بن زید و یزید بن زریع وابن علیہ وعبد الوارث وامام اجل عبد اللہ بن مبارک جیسے اکابر نے حدیث روایت کی اور امام اجل احمد بن حنبل وامام ابن معین اور عامۂ علمائے محدثین نے ان کو مقبول رکھا۔

سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ نے امام ابن اسحاق پر طعن کذب کے بارہ (۱۲) رد ارقام فرمائے اور طعن دجل کے چھ رد تحریر فرمائے۔ یہ کل اٹھارہ رد ہوئے جو اکابر ائمۂ کرام کے ارشادات ہیں۔اس کے بعد آپ نے مزید دو رد ارقام فرمائے تا کہ بیس کا عدد کامل ہو کہ تھانوی جی کے رد میں اکثر بیس کا عدد ملحوظ رہا۔آپ وہ دو رد ارشاد فرمانے سے قبل نکہت بار ہیں:

مسلمانو! یہ وہ جلیل ارشادات ہیں جن کو یہ تحریر تاویلات رکیکہ کہتی ہے۔ ولا حول ولا قوة إلا بالله العلی العظیم۔

فائدہ: یہ اٹھارہ رد ہیں کہ اکابر ائمہ نے ارشاد فرمائے۔ کان پوری تحریر کو متعدد ثقات نے بیان کیا کہ جناب مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب کی ہے، جو کسی نامعروف شخص سے نسبت کر دی ہے۔ جناب تھانوی صاحب کے رد میں اکثر بیس کا عدد ملحوظ رہا جیسا کہ رسائل **ظفر الدین الجید وظفر الدین الطیب، وکین کش پنجہ پیچ، و بارش سنگی، و پیکان جاں گداز** وغیرہا سے ظاہر ہے۔ لہٰذا مناسب کہ دو رد انہیں کے طرز کے اور اضافہ کریں کہ بیس کا عدد کامل ہو۔

ردنوازدہم: یحییٰ القطان سے ہشام کی حکایت مذکورہ کے راوی ابوداؤد طیالسی ہیں، ان کی نسبت ائمۂ محدثین کے یہ خیالات ہیں۔ حافظ الحدیث ابراہیم بن سعید جوہری نے فرمایا: ''أخطأ أبوداؤد فی ألف حدیث''۔ طیالسی نے ایک ہزار حدیثوں میں خطا کی۔[٦٣]

''کان کثیر الخطاء''۔ ان کی خطائیں کثیر تھیں۔[٦٤]

امام محمد بن منہال نے فرمایا: ''کنت أتھم أباداؤد'' میں ان کو متہم سمجھتا ہوں۔[٦٥] مجھ سے اقرار کیا کہ میں نے ابن عون سے کچھ نہ سنا۔ پھر میں نے سال بھر وقفہ دیا کہ وہ اپنا کہا بھول جائیں اس کے بعد پوچھا تم نے ابن عون سے حدیث سنی؟ کہا: ہاں۔ بیس سے زائد حدیثیں ہیں۔ میں نے کہا: کیا کیا انہوں نے گنائیں؟ تو ان میں سے کوئی حدیث ابن عون کی نہ تھی سب یزید بن زریع کی تھیں، سوائے ایک کے کہ خدا جانے کس کی تھی۔ امام یزید بن زریع نے کہا دو حدیثیں کہ ہم نے شعبہ سے سنی تھیں میں نے طیالسی سے بیان کیں طیالسی نے انہیں مجھ سے لکھ لیا پھر خود انہیں شعبہ سے روایت کرنا شروع کر دیا۔

ردبستم: ابوداؤد طیالسی سے اس کے راوی ابوقلابہ رقاشی ہیں۔ امام دارقطنی نے فرمایا: ''صدوق کثیر الخطأ فی الأسانید والمتون کان یحدث من حفظه فکثرت الأوھام فی روایته'' ہیں تو بہت سچے مگر سندوں اور حدیثوں سب میں بکثرت خطا کرتے ہیں، یاد پر حدیث روایت کرتے تو ان کی روایت میں بہت اغلاط واقع ہوتے۔[٦٦]

امام ابن خزیمہ نے فرمایا: ''حدثنا أبو قلابة القاضی أبو بکر بالبصرة قبل أن یختلط و یخرج إلی بغداد''۔ یعنی جب سے وہ بغداد گئے ان کی عقل سلامت نہ رہی۔[٦٧]۔

ابوالقاسم ابن بنت منیع سے مروی: ''عندی عن أبی قلابة عشرة أجزاء ما منھا حدیث مسلم إما فی الإسناد و إما فی المتن''۔ میرے پاس ابوقلابہ کی روایت سے دس جز ہیں جن میں سے کوئی حدیث سلامت نہیں، یا سند میں کوئی خطا ہے یا اصل حدیث میں۔[٦٨]

امام ابن اسحاق پر کذب ودجل کے طعن کا بیس رد فرمانے کے بعد افقہ امت سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ: امام ابن اسحاق کی توثیق ثابت کرنے کی ایسی ضرورت نہ تھی، وہ تو ائمۂ حنفیہ اور عامۂ محققین ومحدثین کے نزدیک ثابت شدہ ہے بلکہ دراصل یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ تھانوی جی کی اس تحریر بے لگام نے تمام مذہب حنفی کا صفایا کر دیا، تمام ائمۂ حنفی مجروح وغیرہ ثقہ کر دیے، امام اعظم، امام ابویوسف وامام محمد رحمھم اللہ تعالیٰ سب کو ہمیشہ کے لیے رد کر دیا۔ اب اگر اس کے جواب میں وہ مدحیں اور توثیقیں پیش کی جائیں جو اکابر ائمہ نے ہمارے ائمہ کرام کی شان میں لکھیں اور طعن کے وہ قاہر رد سنائے جائیں جو انہوں نے ارشاد فرمائے تو اس پر دیوبندیہ کا یہ جواب ہوتا ہے کہ: دیگر ائمۂ محدثین، ابوحنیفہ وابویوسف ومحمد کی توثیق بھی کرتے ہیں اور ان کی جرحوں کی رکیک تاویلیں بھی کرتے ہیں تو ائمۂ محدثین کی یہ جرحیں بالکل معدوم نہ ہو جائیں گی اس لیے ابوحنیفہ وابویوسف ومحمد ہر ایک اگر معاذ اللہ کذاب نہ ہوگا تو متہم بالکذب ضرور ہوگا اور اگر بدعتی نہ ہوگا تو متہم بالبدعۃ ضرور ہوگا۔ افقہ امت سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ نے اس مطلق العنان تحریر کا شدید محاسبہ فرمایا اور اس پر ایک تفصیلی بحث فرمائی اور کچھ شواہد بیش فرمانے کے بعد خاتمۂ بحث میں دیوبندیہ کو ایک دندان شکن جواب دیا کہ اگر متہم کی توسیع ایسی ہی چلی تو پھر رجال بخاری کا کیا شمار خود امام بخاری کب بچتے ہیں؟ کیا نہ دیکھا کہ امام المحدثین، سید الفقہا، امام اجل ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلمیذ، سلمہ اندلسی نے ''کتاب الصلہ'' میں ان کی نسبت کیا کیا کہا آپ رقم طراز ہیں:

دیوبندی تحریر پہلے آپ کے سب راستے بند کر چکی ہے امام اعظم وصاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے طیبہ لے کر اپنی چھاتی کی دبی آگ کا بخار نہ نکالا کہ یوں تو ہر حنفی بھڑک جاتا، بلکہ سامان پورے ٹھیک کر لیے اور دوسرے پر ڈھال کر وار کیے اور دوسرا بھی وہ تجویز کیا جو امام اعظم کا ہم استاذ، صاحبین کا استاذ واستاذ الاستاذ محمد بن اسحاق، ہمارے امام اور وہ ایک ہی جگہ رہتے تھے یعنی بغداد مقدس، اور ایک ہی زمانۂ وفات ہے یعنی ١٥٠ھ یا ابن اسحاق کی وفات دو ایک برس بعد تاکہ ادھر تو تم کو اس پر جما لے کہ جب کچھ محدثین نے ایک امام پر جرحیں کر دیں تو اوروں کی توثیقیں ان کو معدوم نہیں

کرسکتیں اوروں کے جواب کیسے ہی قوی و روشن ہوں، رکیک تاویلیں، ٹھہریں، وہ مجروح اگرچنیں و چناں نہ ہوا تو متہم تو ضرور ہوا۔ اور ادھر اپنے سگوں سوتیلوں کو ہکار دے کہ اب ابوحنیفہ پر طعن کی بوچھار کرو اور ابویوسف ومحمد پر بھر کرو، تمہارے دلوں میں تو وہ ناپاک اصول جما ہی چکی ہے، بعینہ وہی کام آجائیں گے اور تینوں امام زیادہ نہیں تو معاذ اللہ مہتم بالکذب تو ضرور ٹھہر جائیں گے اور مہتم بالکذب وہ بدتر درجہ ہے کہ ضعیف ومتروک ساقط وہالک سے بھی گیا گزرا ہے اس کے بعد کھلے وضّاع، کذّاب کا مرتبہ ہے۔ (دیکھو تقریب ومیزان وغیرہا کتب فن)

اور امام جلال الدین سیوطی، وامام بدرالدین زرکشی وغیرہا ائمہ متہم بالکذب کی حدیث کو موضوع ٹھہراتے ہیں تو حنفیہ کے اماموں کی سب حدیثیں موضوع ٹھہریں، اور مطلقاً مردود ہونے میں تو کچھ شک نہ رہا۔ رہی فقہ اس کے امام کا دین خدا میں امین ومعتمد ہونا قطعاً ضرور اور متہم بالکذب امین و معتمد نہیں، لہٰذا فقہ حنفی بھی باطل اور ابوحنیفہ وابویوسف ومحمد کی تقلید حرام۔

مسلمانو! اب تو اس کی چال سمجھو۔ دیکھو اسی دن کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''فإیاکم وإیاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ''[٦٩]۔ ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین ولاحول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم۔

مسلمانو! دیوبندی چوٹ نہ فقط مذہب حنفی بلکہ صحیح بخاری وصحیح مسلم پر بھی بہت گہری ہے۔ اس کے طور پر صحیحین میں بھی کذاب وضاع بھرے پڑے ہیں ورنہ کم ازکم متہم بالکذب والوضع تو ضرور ہیں تو صحیح بخاری ومسلم کی حدیثیں صحیح ہونا بالائے طاق، اصلاً قابل اعتبار بھی نہیں، موضوع ومردود وواہیات ہیں۔ مثلاً رجال صحیحین سے احمد بن عیسی تستری ہیں۔ قال أبوداؤد کان یحییٰ بن معین یحلف باللہ أنه کذاب۔[٧٠]

''قال أبوزرعة ما رأیت أهل مصر یشکون فی أنه وأشار إلیٰ لسانه''۔ [٧١]۔

''إسماعیل بن أبی أویس۔ قال یحییٰ بن معین ابن أبی أویس وأبوہ یسرقان الحدیث وقال أیضا مخلط یکذب وقال النضر بن سلمة المروزی ابن أبی أویس کذاب ''[٧٢]۔

''وقال الازدی حدثنی سیف بن محمد أن ابن أبی أویس کان یضع الحدیث وقال سلمة بن شبیب سمعت إسماعیل بن أبی أویس یقول وربما کنت أضع الحدیث لأهل

المدینة إذا اختلفوا فی شئ فیما بینهم''۔

شجاع ابن الولید ابو بدر۔ قال الإمام أحمد لقیه ابن معین یوما فقال له یا کذاب۔

عبد الحمید الاصبحی أبوبکر الأعشی۔ قال الازدی فی ضعفائه: أبوبکر الأعشی یضع الحدیث۔

عبد الرزق بن همام قال العباس بن عبد العظیم العنبری "واللہ الذی لا إلٰه إلا هو أن عبد الرزاق کذاب" وقال زید بن المبارك: کان عبد الرزاق کذابا یسرق الحدیث۔[٧٣]

عکرمة مولی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما۔ قال ابن لهیعة: عن أبی الأسود کانوا یقولون: ماأکذبه وقال أبوخلف الخزار عن یحیی البکاء سمعت ابن عمر یقول لنافع لاتکذب علی کما کذب عکرمة علی ابن عباس وقال ابراهیم بن سعد عن أبیه عن سعید بن المسیب انه کان یقول لغلامه بردیابرد لاتکذب علی کما یکذب عکرمة علی ابن عباس وقال جریر بن عبد الحمید عن یزید بن أبی زیاد دخلت علی علی بن عبد اللہ بن عباس وعکرمة مقید علی باب الحش قلت: ما لهٰذا؟ قال: إ نه یکذب علی أبی ورد ایضاعن عبد اللہ بن الحارث أنه دخل علی علی الخ۔ وقال القاسم بن محمد بن الصدیق: إن عکرمة کذاب یحدث غدوة حدیثا و یخالفه عشیة وقال محمد بن سیرین: ما یسؤنی أن یدخل الجنة ولکه کذاب وقال سعید بن المسیب: کذب مخبثان وقال عطاء وسعید بن جبیر کذب عکرمة وقال یحیی بن سعید الأنصاری: کان کذابا۔[٧٤]

نافع ذاك الثقة الإمام قال سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهم: کذب العبد علی أبی نوف البکالی قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما: کذب عدو اللہ۔[٧٥]

رجال بخاری احمد بن صالح قال النسائی: لیس بثقة ولا مامون ترکه محمد بن یحیی ورماہ یحیی بالکذب وقال: أخبرنی معاویة بن صالح قال: سألت یحیی بن معین عن أحمد بن صالح فقال: کذاب یتفلسف۔[٧٦]

أسباط أبواليسع۔ كذبه يحيى بن معين۔[٧٧]

أسيد بن زيد۔ قال ابن الجنيد عن ابن معين كذاب أتيته ببغداد فسمعته يحدثه بأحاديث كذب وقال ابن حبان: يسرق الحديث۔ [٧٨]

حسن ابن مدرك۔ قال أبو داؤد: كان كذابا يأخذ أحاديث فهد بن عوف فيلقيها على يحيى ابن حماد۔[٧٩]

عبد الله بن صالح۔ كاتب الليث قال صالح جزرة كان ابن معين يوثقه وعندى أنه يكذب فى الحديث۔[٨٠]

على بن عبد الله۔ ذلك البجل الشامخ قال المروزى: سمعت احمد يكذبه۔ [٨١]

نعيم ابن أحمد نسبه أبو بشر الدولابى الحافظ إلى الوضع وقال الأزدى فى الضعفاء: كان نعيم يضع الحديث فى تقوية السنة وحكايات مزورة فى مثالب النعمان كلها كذاب اه۔ أى فى مثالب الامام الاعظم رضى الله تعالىٰ عن الإمام الأعظم۔[٨٢]

رجال مسلم سے أحمد بن عبد الرحمٰن۔ قال زكريا بن يحيى الباخى قيل لمحمد ابن إبراهيم البوشنجى ان أحمد بن عبد الرحمٰن حدث بكتاب الفتن عن ابن وهب قال: فهذا كذاب إذا۔[٨٣]

جراح بن المليح قال الادريسى فى تاريخ سمرقند إن ابن معين كذبه وقال كان وضاعا للحديث وقال ابن حبان كان يقلب الأسانيد زعم يحيى أنه كان وضاعا للحديث۔ [٨٤]

خلف بن خليفة قال أحمد: قال رجل لسفيان بن عيينة خلف ابن خليفة أنه يزعم أنه رأى عمرو ابن حريث فقال: كذاب۔[٨٥]

محمد بن حاتم السمين قال يحيى بن المدينى وكذاب۔[٨٦]

حاشا للہ واستغفر اللہ، معاذ اللہ کہ یہ جروح ہمیں مقبول ہوں ہرگز نہ ان میں کوئی کذاب ہے، نہ ابن اسحاق کذاب، نہ ان میں کوئی متہم ہے، نہ ابن اسحاق متہم ان میں اکثر ثقہ اور بعض تو ائمۂ اجلہ، اور باقی صدوق ومقبول ہیں اور ابن اسحادق ثقہ، ثقہ، ثقہ صدوق، صدوق، صدوق۔ مگر دیوبندی تحریر کا ظلم دکھانا ہے کہ اسے محمد ابن اسحاق سے غرض ہے نہ اذان سے کام بلکہ وہ تو امام اعظم اور امام ابو یوسف وا

مام محمد وصحیح بخاری وصحیح مسلم کو رد کرنے اٹھی ہے۔

اور متہم کی ایسی ہی توسیع چلی تو رجال بخاری کی کیا گنتی! خود امام بخاری کب بچتے ہیں؟ کیا نہ دیکھا کہ امام المحدثین، سید الفقہاء، امام اجل ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلمیذ سلمہ اندلسی نے ''کتاب الصلہ'' میں ان کی نسبت کیا کیا کہا؟ تو اس دیوبندی تحریر کے طور پر امام بخاری معاذ اللہ، معاذ اللہ......اور اور......نہ ٹھہرے تو متہم بہ............ومتہم بہ............ومتہم بہ............تو ضرور ٹھہریں گے............ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم۔

تھانوی جی نے امام ابن اسحاق کا تشیع نقل کرنے میں جو فریب دہی کی ہے وہ انھیں کا خاص حصہ ہے۔ تقریب امام ابن حجر سے یہ نقل کیا کہ امام ابن اسحاق تشیع کے ساتھ متہم ہیں تا کہ سادہ لوح عوام اس امام کبیر الشان کو معاذ اللہ رافضی جانیں کہ جدید محاورہ میں روافض ہی کو شیعہ کہتے ہیں جب کہ **ائمہ جرح و تعدیل کی اصطلاح میں رافضی اور شیعی میں زمین وآسمان کا فرق ہے** تو امام ابن اسحاق کو بلفظ شیعی تعبیر کرنا اور ائمہ کرام کی اصطلاح نہ بتانا ضرور عام مسلمانوں کو فریب دینا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں ایک پوشیدہ چال یہ بھی ہے کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم کی وقعت عوام کی نظروں میں کم ہو کہ ان کے رجال بکثرت وہ ہیں جن کو شیعی کہا گیا کہ ان کے رواۃ میں بے شمار ایسے لوگ ہیں جنھیں اصطلاح قدما پر بلفظ تشیع ذکر کیا جاتا یہاں تک کہ ''تدریب'' میں حاکم سے نقل کیا ''کتاب مسلم ملآن من الشیعۃ'' مسلم کی کتاب شیعوں سے بھری ہوئی ہے۔[٨٧]

سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ نے اصطلاح محدثین وائمہ جرح وتعدیل پر روشنی ڈالی اور رافضی اور شیعی کا فرق واضح فرما کر اس فریب کو واشگاف فرمایا جیسا کہ رقم طراز ہیں:

مسلمانو! اس نے ابن اسحاق کا تشیع نقل کرنے میں سخت فریب وہی کی چال کھیلی ہے۔ تقریب امام ابن حجر سے یہ نقل کرلائی کہ تشیع کے ساتھ متہم ہے تا کہ عوام بے چارے اس امام جلیل کو معاذ اللہ رافضی جانیں کہ محاورۂ جدید میں روافض ہی کو شیعہ کہتے ہیں اور ائمہ جرح وتعدیل کے محاورہ میں شیعی وہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل جانتا ہے۔ اور شک نہیں کہ یہ اگر چہ بعض اہل سنت خصوصا بہت ائمۂ کوفہ مثل امام سفیان ثوری وامام مسلمین اعمش وغیر ہمارحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے ایسے تشیع کو بدعت وبد مذہبی بھی نہیں کہہ سکتے ''مقاصد میں ہے''۔

"الأفضلية عندنا بترتيب الخلافة مع تردد فيما بين عثمان وعلى رضى الله تعالىٰ عنهما"۔[۸۸]

شرح مقاصد میں ہے:

"قال أهل السنة: الأفضل أبوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم على وقدمال البعض منهم إلى تفضيل على على عثمان رضى الله تعالىٰ عنهما والبعض إلى التوقف فيما بينهما"۔[۸۹]

اسی میں امام الحرمین سے ہے:

تتعارض الظنون فى عثمان وعلى رضى الله تعالىٰ عنهما۔ [۹۰]

صواعق میں ہے

"أطبق عظماء الملة وعلماء الأمة أن أفضل هذه الأمة أبوبكر الصديق ثم عمر ثم اختلفوا فالأكثرون منهم الشافعى وأحمد وهو المشهور عن مالك أن الأفضل بعدهما عثمان ثم على وجزم الكوفيون منهم سفيان الثورى بتفضيل على على عثمان وقيل بالوقف عن التفاضل بينهما وهو رواية عن مالك"۔[۹۱]

''تہذیب التہذیب'' ترجمہ امام اعمش استاذ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ہے: "كان فيه تشيع" ہاں اگر حضرت مولیٰ علی کو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفضیل دے جسے ہمارے عرف میں تفضیلیہ کہتے ہیں، اسے ائمۂ جرح وتعدیل شیعی غالی اور کبھی رافضی کہتے ہیں۔ پھر اگر تبرائی ہو تو رافضی غالی ہے۔خود امام ابن حجر نے ان اصطلاحات کی تصریح فرمائی۔ ''ہدی الساری'' ص ۵۴۱ میں فرماتے ہیں:

التشيع محبة على وتقديمه على الصحابة فمن قدمه على أبى بكر وعمر فهو غال فى تشيعه ويطلق عليه رافضى و إلافشيعى فإن انضافا إلى ذلك السب أو التصريح بالبغض فقال فى الرفض "زيادة تفصيل هذاالمقام فى التحريرات الحديثة لحضرة مجدد المأة الحاضرة حفظه الله تعالىٰ۔ بالجملہ شک نہیں کہ ائمۂ مذکورین کی اصطلاح میں رافضی وشیعی میں زمین وآسمان کا فرق ہے لہذا جب ابو اسماعیل انصاری نے حاکم (محمد ابن عبد اللہ الضبی النیشاپوری) کو کہا: إمام فى الحديث رافضى خبيث۔ اس پر ذہبی نے کہا:

"الله يحب الانصاف ماالرجل برافضى بل شيعى فقط۔"[۹۲]

اللہ انصاف کو بہت دوست رکھتا ہے، وہ رافضی نہیں فقط شیعی ہے۔تو اس زمانہ میں ابن اسحاق کو بلفظ شیعی تعبیر کرنا اور اصطلاح ائمہ نہ بتانا ضرور مسلمانوں کو دھوکہ دینا اور عوام کو گمراہ کرنا اور تمام حنفیہ اور عامۂ محدثین کے مسلم امام کو ناحق ناروا رافضی ٹھہرانا ہے۔

آخر نہ دیکھا کہ ذات شریفہ ہی کی تحریر دیکھ کر جاہل بوکھلا اٹھے کہ امام ابن اسحاق معاذ اللہ رافضی ہیں اور اس میں خفی چال اور ہے وہ یہ کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم کو عوام کی نگاہ سے گرانا کہ ان کے رجال میں بہ کثرت وہ ہیں جن کو شیعی کہا گیا، ''ہدی الساری'' میں صرف صحیح بخاری کے اصول مسانید میں بیس شیعی نام بنام اور تعلیقات بخاری میں اور زائد ہیں اور رواۃ صحیح مسلم چھانتے جائیں تو غالبًا عدد سو سے کم نہ رہے گا تو مطلب یہ ہے کہ دیکھو سنو! تمہارے صحیحین میں رافضی بھرے ہیں۔طرفہ تر یہ کہ راویان صحیح بخاری وصحیح مسلم وائمۂ کوفہ مثل امام الاولیا وامام المحدثین امام الفقہا سیدنا سفیان ثوری وامام المحدثین استاذ سیدنا امام اعظم امام اعمش وغیرہما رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو اس دیوبندی کے طور پر معاذ اللہ رافضی ٹھہرے ہی تھے مگر عیاذًا باللہ یہ ناپاک حرف ایک روایت کی بنا پر خود حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے کہ اس باب میں ان سے بھی ایک روایت موافق ائمۂ کوفہ آئی ہے اگرچہ روایت ظاہرہ مشہورہ یہی ہے کہ: عثمان افضل ہیں پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جیسا کہ خود امام نے ''فقہ اکبر'' میں نص فرمایا۔علی قاری۔منح الروض الازہر میں ہے: ''ورى عن أبى حنيفة رضى الله تعالىٰ عنه تفضيل على على عثمان رضى الله تعالىٰ عنهما والصحيح ما عليه جمهور أهل السنة وهو ظاهر من قول أبى حنيفة رضى الله تعالىٰ عنه على مارتبه هنا وفق مراتب الخلافة اه'' [ص ۱۸۷، دارالبشائرالاسلامیہ، بیروت] وعلق عليه مجدد المأة الحاضرة فقال: ياسبحان بل قوله رضى الله تعالىٰ عنه نص صريح فيه إذ يقول: أفضل الناس بعد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أبوبكر الصديق ثم عمر ثم عثمان ثم على رضى الله تعالىٰ عنهم فأى نص تريد أنص منه اه۔

تھانوی جی سے امام ابن اسحاق کی تضعیف کی جب کوئی صورت نہ بن پڑی تو انہوں نے امام ابن اسحاق پر تدلیس کا الزام رکھا اور انہیں مدلس قرار دیا اور حدیث اذان جمعہ کو زہری سے سننے کی تصریح نہ کی بلکہ " عن الزهرى" کہا، تھانوی جی نے یہاں پر دیانت کا خون کیا ہے افقہ امت سرکار مفتی اعظم قدس سرہ نے اس الزام طرازی پر تھانوی جی کی ایسی خبر گیری فرمائی ہے کہ اگر تھانوی جی کے اندر ذرا

بھی حیا ہوتی تو اس الزام کی کبھی جرأت نہ کرتے۔ خیر تھانوی جی تو شہر خموشاں کے مکیں ہو گئے مگر آج بھی ان کی برادری ان کی اس الزام طرازی پر ضرور حیرت کرتی ہوگی۔ افقہ امت سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ نے اپنی خداداد اسماء الرجال میں مہارت کاملہ سے ایسی محققانہ بحث فرمائی کہ تھانوی جی کے الزام کے تار و پود بکھر کر رہ گئے اور ان کے خوابوں کا شیش محل چکنا چور ہو گیا، تھانوی جی اور ان کی برادری اس فن میں آپ کی گرد راہ کو کیا پہنچے گی۔ اس پورے رسالہ میں جو محققانہ ابحاث ہیں تھانوی جی کو ان سے مس نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: تھانوی جی نے امام ابن حجر کی ''طبقات المدلسین'' سے امام ابن اسحاق کی تدلیس تو نقل کر دی مگر یہ نہ دیکھا کہ **امام ابن حجر نے مدلسین کے پانچ طبقے شمار فرمائے ہیں جن میں چار وہ ہیں جن میں صرف تدلیس ہی ہے اور کوئی ضعف کی وجہ نہیں۔ پانچواں طبقہ وہ ہے جس میں تدلیس کے سوا اور کوئی وجہ ضعف ہے۔ امام ابن حجر نے ابن اسحاق کو چوتھے درجہ میں رکھا اس لئے امام ابن اسحاق میں تدلیس کے سوا اور کوئی ضعف کی وجہ نہیں اور ہم حنفیہ مالکیہ حنبلیہ کے نزدیک حدیث بے تصریح سماع مطلقاً حجت و مقبول ہے۔ یہ مسئلہ ارباب علم و دانش میں آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے۔ ہمارے ائمۂ کرام اور جمہور ائمہ کے نزدیک لا جرم مدلس کا عنعنہ بلا دغدغہ حجت و مقبول ہے۔** آپ رقم طراز ہیں:

اس کو معلوم تھا کہ ابن اسحاق کی تضعیف نہ بن پڑے گی لہٰذا اپنے فکر کا گلِ سر سبد ابن اسحاق کا عنعنہ رکھا کہ وہ مدلس ہیں اور اس حدیث کو زہری سے سننے کی تصریح نہ کی بلکہ " عن الزهری "کہا لہٰذا مردود ہے۔ یہ واحد قہار کی شان ہے کہ وہ دغا باز بے ایمانوں کے منہ سے وہ بات نکلوا دیتا ہے جس سے ان کے گھر کا گھروندا ان کے سوت کی کپاس ان کی آنتوں کا ڈھیر ہو کر رہ جاتا ہے۔ ''لا يحيق المكر السيئ إلا بأهله'' (سورۂ فاطر ۳۵/۴۳) برا مکر اس مکر والے ہی کو گھیرتا ہے۔ ''يخربون بيوتهم بأيديهم وأيدى المؤمنين فاعتبروا يأولي الأبصار۔ '' (سورۂ حشر ۵۹/۲) وہ اپنے گھر ویران کرتے ہیں خود اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں تو عبرت پکڑو اے آنکھ والو!

بے چاری آفت کی ماری بدنصیب دیوبندی تحریر ابن اسحاق کی تدلیس نقل کرنے بیٹھی تو امام ابن حجر کی ''طبقات المدلسین'' سے جس نے اس کے سارے کرتوت جہنم پہنچا دیئے۔

مسلمانو! ''طبقات المدلسین'' میں امام ابن حجر شافعی نے مدلسین کے پانچ طبقے کیے ہیں۔ اول چار وہ ہیں جن میں صرف تدلیس ہی ہے اور کوئی وجہ ضعف نہیں۔ ان میں امام بخاری، امام مسلم

اور ان سے بھی اعلیٰ درجہ کے ائمہ داخل ہیں۔ پانچواں طبقہ وہ رکھا جن میں تدلیس کے سوا اور کوئی ضعف بھی ہے، طبقات کی عبارت یہ ہے۔

''الخامسة من ضعف بأمر آخر سوى التدليس''

امام ابن حجر نے ابن اسحاق کو چوتھے درجہ میں رکھا کہ بر بنائے اصول شافعیہ جن کی حدیث بے تصریح سماع حجت نہیں، اور ہم حنفیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک مطلقاً حجت و مقبول ہے، اس خوشی میں کہ حنفیت جائے تو جائے، اذان جمعہ کی حدیث سے تو جان بچے گی، آنکھیں بند کر کے جھٹ نقل کر ڈالی، اور نہ سوجھی کہ ساری مکاری کا سویرا ہو گیا۔ **ابن حجر نے ابن اسحاق کو پانچویں طبقہ سے عالی چہارم طبقے میں رکھا تو کتنی روشن وجہ سے ثابت ہو گیا کہ ابن اسحاق میں سوائے تدلیس اصلاً ضعف کی کوئی وجہ نہیں، کہاں گئے وہ تیرے کذاب و متہم بالکذب و رافضی و متہم بالرفض کے دعوے؟ دیکھ حجت الٰہیہ یوں قائم ہوتی ہے۔** والحمد لله رب العالمين۔

سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ نے اپنی گراں قدر تحقیقات سے تھانوی جی کے الزام کے پرخچے اڑا دیئے اور ان کے سارے دعوے ھباءً منثوراً کر دکھایے۔ اس کے بعد آپ نے الزام تدلیس کا تحقیقی جائزہ لیا اور ''اقول'' فرما کر اس بحث کو عرش تحقیق تک پہنچا دیا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

اقول: أولا: **اصل حدیث مسند (امام احمد) میں انھیں ابن اسحاق سے بہ سند صحیح بہ تصریح سماع موجود ہے۔** ''حدثنا يعقوب، حدثنا أبى عن ابن إسحاق قال حدثنى محمد بن مسلم بن عبيد الله الزهرى عن السائب بن يزيد ابن أخت نمير۔'' [۹۳] تو احتمال تدلیس جہل و تلبیس ہے۔

ثانیاً: **محمد بن اسحاق امام زہری سے کثیر المصاحبت، کثیر السماع، کثیر الروایت ہیں۔ امام زہری نے اپنے دربان کو حکم دیا تھا کہ ابن اسحاق جس وقت آئیں انھیں نہ روکنا۔ ''کما فی التہذیب'' امام ابن المدینی نے چھ امام کہے جن پر حدیث رسول اللہ ﷺ کا مدار ہے۔ ان میں ایک امام زہری، پھر ان چھ کا علم بارہ میں آنا بتایا، ان میں ایک محمد بن اسحاق اور امام ذہبی فرماتے ہیں: ایسے شیخ سے روایت سماع پر محمول ہے اگر چہ بلفظ " عن "ہو۔**

میزان الاعتدال میں ہے ''متى قال ناقلا كلام ومتى قال عن تطرق إليه احتمال التدليس إلا فى شيوخ له أكثر عنهم فإن روايته عن هذا الصنف محمولة على الاتصال''

خصوصاً ابن اسحاق صدوق کہ جن اساتذہ سے بکثرت حدیثیں سنیں اگر کوئی حدیث ان سے بالواسطہ سنی

تو صاف بتادیا، دودوواسطے بیان کردیے یعنی اپنے استاذ کے شاگرد کے شاگرد کی شاگردی ظاہر کردی جیسا کہ ۳۹ میں امام ابن المدینی سے گزرااور ہم گزارش اول میں ''کتاب الخراج'' امام ابویوسف سے بیان کرآئے کہ ''زہری'' سے بھی جو بالواسطہ سنا، واسطہ بتادیا۔ ''حدثنی محمد بن إسحاق عن عبد السلام عن الزهری'' [۹۴]

ثـالثـاً: آخر کچھ تو تھا کہ امام ابوداوٗد نے اذان جمعہ کی حدیث ان سے روایت کرکے اس پر کچھ اعتراض نہ فرمایا۔ کیا وہ نہ جانتے تھے کہ ابن اسحاق میں بعض نے کلام کیا ہے؟ کیا وہ نہ جانتے تھے کہ ابن اسحاق چوتھے طبقے کا مدلّس ہے؟ وہ نہ جانتے تھے کہ اس حدیث میں ''حدثنا'' نہ کہا ''عن'' کہا ہے؟ بہ ایں ہمہ اسے قبول ہی فرمایا اور اپنی کتاب صحاح میں جگہ دی کہ خاص اثبات احکام شرعیہ کے لیے لکھی، اور جسے ائمہ نے فرمایا: ''جس گھر میں یہ کتاب ہو گویا وہاں کوئی نبی باتیں فرمارہا ہے۔''

اب گیارہ سو برس بعد دیوبند کے ناشستہ رواس حدیث کو رد کریں، خدا کی شان ہی شان نظر آتی ہے۔ ''ولاحول ولاقوة إلا بالله العلی العظیم''

خود امام ابوداوٗد اور بعد کے ائمۂ کرام نے حدیث پر سکوت امام ابوداوٗد کے معنی یہ بتائے کہ: حدیث صحیح یا حسن ہے اور ہمارے ائمۂ کرام نے تصریح کی کہ: وہ حدیث حجت ہے، مقدمۂ امام ابوعمرو میں ہے امام ابوداوٗد نے فرمایا:

''ذکرت فیه الصحیح وما یشبهه ویقاربه'' [۹۵]

امام ابن کثیر سے ''فتح المغیث'' ص ۲۹، ''تدریب'' ص ۵۵ ''روی عنه أی عن ابی داؤد ماسکت عنه فهو حسن'' امام ابوعمر بن ''عبدالبر سے فتح المغیث'' ص ۲۹ ''کل ماسکت علیه فهو صحیح عنده'' امام حافظ الحدیث عبدالعظیم منذری کے خطبہ ''کتاب الترغیب والترہیب'' ''کل حدیث عزوته إلی أبی داؤد وسکت عنه فهو کما ذکر أبوداؤد لاینزل عن درجة الحسن وقد یکون علی شرط الصحیحین'' (ج۱ ص۵، مقدمة المولف، مطبوعة السعادة، بمصر) امام ابن الصلاح مقدمہ اصول حدیث، ص ۱۶، ''وما وجدناه فی کتابه مذکورا مطلقا عرفنا أنه حسن عند أبی داؤد'' امام نووی تقریب نوع ثانی فرع اول ''ما وجدنا فی کتابه مطلقا ولم یصححه غیره من المعتمدین ولا ضعفه فهو حسن عند أبی داؤد'' (ص ۹۷-۹۶ النوع الثانی، مصری) امام زیلعی نصب الرایہ جلد اول ص ۶۰ ''ما وجدنا فی کتابه مطلقا

فهو حسن عند أبی داؤد'' امام زیلعی نصب الرایہ جلد اول ص ۶۰ ''ان أبا داؤد روی حدیث القلتین وسکت عنه فهو صحیح عنده علی عادته فی ذلك'' امام ابن الترکمانی ''جوہر النقی'' جلد اول ص ۱۸۲ ''أخرجه أبوداؤد وسکت عنه فأقل أحواله أن یکون حسنا عنده علی ماعرف'' امام بن الہمام فتح القدیر جلد اول ص ۵ ''وسکت علیه ابوداؤد فهو حجة'' امام زین الدین عراقی استاذ امام حافظ الشان عسقلانی، پھر امام شمس الدین سخاوی مقاصد حسنہ ص ۸۶ ''یکفینا سکوت أبی داؤد علیه فهو حسن'' امام ابن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ قبیل صفۃ الصلاۃ ''رواہ أبو داؤد وسکت علیه فیکون حجة علی ماهو مقتضی شرطه'' علامہ ابراہیم حلبی شرح منیہ ص ۳۸۶ (فصل فی النوافل) ''سکت علیه ابوداؤد والمنذری بعده فی مختصره وهو تصحیح منهما''۔

بلکہ امام ابن المدینی سے ان کے شاگرد جلیل امام بخاری نے توثیق ابن اسحاق ثابت فرمانے کے لیے استناداً نقل کیا اور مقرر رکھا کہ دو کے سوا ابن اسحاق کی سب حدیثیں معروف ومحفوظ ہیں، اور وہ دو ممکن کہ صحیح ہوں جیسا کہ نمبر ۳۴ میں گزرا اور یہ حدیث اذانِ جمعہ ان دو میں نہیں، جیسا کہ نمبر ۴۰ میں گزرا تو یہ بحمدہ تعالیٰ صحیح ومحفوظ ہے۔

بالجملہ اتنے اجلۂ صحابۂ کرام کے ارشاد سے ثابت ہے کہ: حدیث اذانِ جمعہ حسن صحیح حجت ہے مگر دیوبندی جہالت کو اس میں حجت ہے ''إنا لله وإنا إلیه راجعون'' آدمیاں گم شدند۔

رابعـاً: یہ سب تو محدثین کے طور پر کلام تھا، دیوبندی کی چال تو آپ نے جانی ہی نہیں مسلمانو! وہ یہاں ائمۂ حنفیہ کے اصول حدیث کا ابطال کررہی ہے، حدیث مرسل، مثلا تابعی کہے: ''قال رسول الله ﷺ'' ہم حنفیہ ومالکیہ وحنبلیہ کے نزدیک صحیح ومقبول ہے، شافعیہ اور کچھ محدثین اس میں کلام کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ اہل علم میں آفتاب کی طرح مشہور ومعروف ہے، یہ دیوبندی بھی اس سے واقف ہے۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں: ''أجمع التابعون بأسرهم علی قبول المرسل ولم یأت عنه إنکاره ولاعن أحد من الأئمة بعدهم إلی رأس المأتین'' تمام صحابہ کرام کو دیکھنے والے ائمہ کا اجماع ہے کہ حدیث مرسل مقبول ہے اس کا انکار نہ کسی تابعی سے منقول ہوا نہ تبع تابعین سے دو صدی کامل تک یعنی امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے انکار کی پہل کی۔ پھر یہ محدث کہ اکثر ان کے مقلد ہیں ان کے پیرو ہوئے۔ ''مسلم الثبوت'' و ''فواتح الرحموت'' ص ۴۵۹ ''مرسل الصحابی

یقبل مطلقا اتفاقاً وإن من غیرہ فالأکثر ومنهم الأئمة الثلاثة أبوحنیفة ومالك وأحمد رضی الله تعالیٰ عنهم یقبل مطلقاً والظاهرية وجمهور المحدثين الحادثين بعد المأتين لا یقبل ''یعنی صحابۂ کرام کا ارسال مطلقاً بالاتفاق مقبول ہے اور غیر صحابی کی حدیث مرسل کو امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد وغیرہم اکثر ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مطلقاً قبول فرماتے ہیں اور غیر مقلد اور دوسو برس بعد کے اکثر محدث قبول نہیں کرتے۔

پھر مدلس جو اپنے شیخ سے حدیث بلفظ ''عن فلان یا قال فلان '' روایت کرے جس میں اس کے بلاواسطہ اپنے سننے کی تصریح نہ ہو وہ تو مرسل بھی نہیں، صرف شبہہ ہے کہ شاید بالواسطہ سنی اور واسطہ کو چھوڑ دیا ہو۔ جب ہمارے ائمۂ کرام اور دوسو برس تک کے ائمۂ تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین خود مرسل کو قبول فرمارہے ہیں تو محض شبہہ کی بنا پر رد کیا معنی، لاجرم مدلس کا عنعنہ ہمارے ائمہ اور ان جمہور ائمہ سب کے نزدیک بلا دغدغہ قبول ہے۔ امام جلال الدین سیوطی تدریب الراوی ص ۷۹ بیان عنعنۂ مدلس میں فرماتے ہیں: ''قال: جمهور من يقبل المراسيل يقبل مطلقا '' علامہ خسرو حنفی نے ''فصول البدائع فی اصول الشرائع'' ج ۳، ص ۲۵۰، میں فرمایا: ''طعن المحدثين بمالا یصلح جرحا لا یقبل كالطعن بالتدليس فی العنعنة فإنها توهم شبهة الإرسال وحقيقته بجرح '' امام الحفاظ، سید المحدثین، سند الفقہا، حامل لوائے مذہب حنفی سیدنا امام احمد ابوجعفر طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب مستطاب۔ ''شرح معانی الآثار'' ج ۳، ص ۱۹۰، میں ایک طویل حدیث انہیں محمد ابن اسحاق کی انہیں ''زہری'' سے یوں ہی بے تصریحِ سماع روایت کی جس کی سند یہ ہے: ''حدثنا فهد بن سليمان بن يحيى حدثنا يوسف بن بهلول ، حدثنا عبد الله بن إدريس ، حدثنی محمد بن إسحاق قال قال الزهری حدثنی عبيد الله بن عبدالله بن عتبة عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما '' اور اس کے آخر میں فرمایا:

هذا حديث متصل الإسناد صحيح۔ یہ حدیث صحیح ہے اس کی اسناد متصل ہے۔

"قال" اور ''عن '' دونوں یکساں ہیں کہ دونوں میں اپنا سننا بیان نہ کیا۔ امام نووی تقریب میں فرماتے ہیں ''ليس الإسناد أن يروی عمن عاصرہ مالم يسمعه منه موهما سماعه قائلا قال فلان أو عن فلان ونحوه" (تدریب ص ۷۷)

دیکھو وہی ابن اسحاق ہیں، وہی امام زہری ہیں، وہی بے بیان سماعِ روایت ہے اور فقہا کے

امام، محدثوں کے امام، حنفیہ کے خاص امام سیدنا امام طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں: ''یہ حدیث صحیح ہے اور یہ سند متصل ہے''۔

الحمد للہ حجۃ اللہ تمام ہوئی اور اس دیوبندی کی عیاری کھل گئی کہ کیسی مذہب حنفی کو رد کر کے الٹی راہ چلی۔ حنفی بھائیو! اپنے اماموں کی تو یہ تصریحات دیکھو، اور اس کی وہ دہن دریدگی کہ اگر محمد ابن اسحاق پر کوئی عیب نہ ہو تو اس کا یہی عیب اس کی روایت کو مردود اور ناقابل اعتماد بنانے کے لیے کافی ہے کیوں کہ وہ اس روایت کا امام زہری سے سننا بیان نہیں کرتا بلکہ بلفظ ''عن '' روایت کرتا ہے۔

حنفیو! دیکھو یہ سر بازار کیسی دن دھاڑے اندھیری ڈال کر تمہیں مذہب سے پھیرا چاہتی ہے۔ بھائیو! ہوشیار رہنا گمراہ گر کے دھوکہ میں نہ آنا، اللہ تمہارا حافظ ہو۔

بھائیو! اس نے حنفیہ کے اصول حدیث ہی کو رد نہ کیا، بلکہ تمہارے ائمۂ کرام امام اعظم، امام ابویوسف امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سب کتابوں کو رد کر دیا، ان کی صدہا حدیثوں کو خاک میں ملا دیا۔ اپنے ائمۂ کرام کی کتابیں، امام اعظم کی مسندیں، امام ابویوسف کی ''کتاب الخراج'' امام محمد کی ''کتاب الآثار'' ''کتاب الحجج'' وغیرہا مطالعہ کیجیے۔ ان میں کس قدر کثرت سے مرسل حدیثیں اور مدلسین کے عنعنے ملیں گے، اس نے سب کو مردود ناقابل اعتبار بنا دیا، بلکہ اس کی یہ چوٹ صدر اول کے عام ائمہ پر ہے۔ صدر اول میں مرسل کی بہت کثرت تھی اور اس کی پرواہ نہ کی جاتی۔ اتصال کی چھان پھٹک بعد کو ہوئی ہے۔ صحیح مسلم و جامع ترمذی میں امام محمد بن سیرین تابعی تلمیذ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قال: لم يكونوا يسألون عن الإسناد فلما وقعت الفتنة قالوا سموا لنا رجالكم۔

(مقدمہ مسلم شریف ج ۱، ص ۱۱، اصح المطابع) پہلے زمانہ میں اسناد نہیں پوچھتے تھے، جب بدمذہبیاں پھیلیں اس وقت سے سند کی تفتیش ہوئی۔

افضل التابعین سعید بن مسیّب وقاسم ابن محمد بن ابی بکر صدیق وسالم بن عبد اللہ بن عمر فاروق وامام حسن بصری، وابو العالیہ ریاحی، امام ابراہیم نخعی وعطا بن ابی رباح، ومجاہد وسعید بن جبیر وطاؤس، وعامر شعبی، وسلیمان اعمش وزہری وقتادہ ومکحول وابواسحاق سبیعی وابراہیم تیمی ویحییٰ ابن ابی کثیر واسماعیل ابن ابی خالد وعمرو بن دینار، ومعاویہ بن قرۃ وزید بن اسلم یہ سب اجلۂ ائمۂ تابعین کہ ان میں بہت ہمارے امام اعظم کے استاذ واستاذ الاستاذ ہیں اور ان کے بعد کے اجلۂ ائمہ مثل امام مالک، وامام

محمد، سفیان ثوری وسفیان بن عیینہ وغیرہم اکابر امت اعاظم ملت جن کے ارشادات پر دین متین کا دارومدار ہے، یہ سب اکابر حدیثوں میں ارسال فرمایا کرتے اور ان میں اکثر تو بہت کثیر الارسال، ارسال میں نامور ہیں۔ اگر جانتے حدیث مرسل مردود ہے تو کیا معاذ اللہ حدیثوں کو مردود بنانے کے لیے ایسی حرکت کرتے؟ اس مدعی حنفیہ کی ان سب پر چوٹ ہے۔

بھائیو! کیا اس گمان میں ہو کہ وہ تحریر فقط حنفی مذہب یا کتبِ صحاح ہی پر اپنی چوٹ دکھا کر جائے گی نہیں، نہیں۔ اس نے مذاہبِ اربعہ کے جملہ علمائے کرام، مفسرین کرام وشارحین حدیث حتی کہ تابعین اعلام وصحابۂ کرام اور نہ صرف صحابۂ کرام بلکہ خود حضور اقدس سید الانام اور نہ فقط حضور اقدس سید الانام بلکہ خود رب العزۃ ذوالجلال ولاکرام کسی کو اپنے ناپاک حملوں سے نہ چھوڑا۔ عز جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تھانوی جی نے امام ابن اسحاق کو اس لیے بھی متہم بالکذب قرار دیا کہ اذان جمعہ کی حدیث میں ''علی الباب'' کا لفظ ابن اسحاق نے روایت کیا ہے، دیگر ثقہ راویوں کی روایت میں اس کا بیان نہیں بلکہ اس اضافہ سے خالی ہے۔ اس لیے امام ابن اسحاق کی روایت دیگر ثقات کے خلاف ہے اور اس مخالفت ثقات کے سبب وہ متہم بالکذب ٹھہرے۔ سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ نے آفتاب سے زیادہ روشن فرمایا کہ: **امام محمد ابن اسحاق ثقہ ہیں اور ایک بات زائد بیان کرنا مخالفت نہیں، مخالفت یہ ہے کہ: اور راویوں نے جو کہا تھا یہ اس کے خلاف بیان کرے نہ یہ کہ اور جس امر سے ساکت یہ اس کا افادہ کرے۔ اگر ایک بات زائد بیان کرنا مخالفت ثقات قرار پائے اور اس کے سبب امام ابن اسحاق متہم بالکذب ٹھہریں تو پھر نصوص سے امان اٹھ جائے گا قرآن وحدیث اور تفاسیر وشروح احادیث سے اعتماد جاتا رہے گا قرآن عظیم میں ایک مقام پر وارد ہے** ''وضربت علیهم الذلة والمسكنة وباء وا بغضب من الله'' (بقرہ آیت ٦١، پ ١، رکوع ٧)

اور دوسرے مقام پر ہے:

''وضربت علیهم الذلة أین ماثقفوا إلا بحبل من الله وحبل من الناس''

(آل عمران پ:٤، رکوع:٣، آیت ١١٢)

اسی طرح سے کثیر آیتیں اور حدیثیں اور تفسیریں ملیں گی جن میں ایک مقام پر زیادتی واقع ہے جب کہ دوسرے مقام پر وہ زیادتی نہیں تو کیا اس زیادتی کے سبب قرآن وحدیث اور تفاسیر کو غیر

معتمد اور غیر مستند کہا جائے گا؟ سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ اس مقام کی تفصیل فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''زہری'' سے اس حدیث کے اور راویوں نے ''علی باب المسجد'' کا لفظ روایت کیا نہ ''بین یدیه'' کا فقط اتنا بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف رکھتے اس وقت اذان دی جاتی، نہ جگہ بتائی دروازہ پر، نہ سمت بتائی کہ حضور کے مقابل اب یہ عیارہ ''بین یدیه'' کا لفظ سوائے ابن اسحاق کے کسی روایت میں نہ آنے کو الگ کترا گئی کہ اپنے بھی خلاف تھا اور ''علی الباب'' کا لفظ پکڑ لیا کہ اسے ابن اسحاق نے روایت کیا، اوروں کی روایت میں اس کا بیان نہیں۔ اس بنا پر کہتی ہے کہ: ''اس کی روایت دیگر ثقات کے بھی خلاف ہے''

اقول: اولاً اگر اور راویوں کا بیان نہ کرنا معنی خلاف دیتا ہے تو اور راویوں نے یہ بھی بیان نہ کیا کہ اذان حضور کے مقابل ہوتی تو وہ سب ''بین یدیه'' کے مخالف ہوئے اور ابن اسحاق اس عیارہ کے نزدیک متہم بالکذب ہے اور ان سب راویوں کو ثقہ کہتی ہے تو یہاں سے مالکیہ کا مذہب ثابت ہوا کہ: ''وہ کہتے ہیں خطیب کے سامنے اس اذان کا ہونا بدعت وخلاف سنت ہے۔ بلکہ اور اذانوں کی طرح منارہ پر ہو''۔ تو اس کی یہ چوٹ بھی حنفیہ پر ہوئی کہ انہوں نے کثیر ثقہ راویوں کے خلاف متہم بالکذب کی روایت مانی۔

ثانیاً: علما ہزار تصحیح فرماتے ہیں کہ ایک بات زائد بیان کرنا مخالفت نہیں، مخالفت یہ ہے کہ: اور راویوں نے جو کہا تھا اس کے خلاف بیان کرے نہ یہ کہ اور جس امر سے ساکت یہ اس کا افادہ کرے ''جوہر النقی'' ج ١، ص ١١١، ''ترك بعض الرواة لایعارض زیادة غیره'' ''ایضاً ص ١٠٦، ذکر من ذکر مقدم علی ترك من ترك''۔

صحیحین وغیرہا جملہ کتب حدیث میں صدہا ہزار حدیثیں وہ ملیں گی جن میں بعض رواۃ نے کوئی بات زائد کی ہے اوروں نے بیان نہ کی تو وہ سب شاذ ومنکر ہو کر صحت سے ساقط ہو جائیں گی۔ صحیحین پر اس کی ایک چوٹ یہ بھی ہوئی۔

ثالثاً: بلکہ بکثرت ملے گا کہ ائمۂ محدثین متعدد راویوں سے ایک حدیث یوں روایت کرتے ہیں کہ: ''حدثنا فلان وفلان وفلان یزید بعضهم علی بعض'' یعنی یہ حدیث ہم سے اتنے شیوخ نے بیان کی اور ان میں ایک نے دوسرے سے زیادہ بات کہی، اس نے وہ کہی جو اس نے نہ کہی تھی، اس

نے وہ بڑھائی جو اس نے بتائی تھی۔ امام محدث سب کی زیادتی جمع کر کے ایک سیاق میں روایت کرتا ہے تو دیوبندی جہالت پر متخالفوں کو جمع کر لیتا ہے۔

رابعاً: علماء کا کلام دیکھنا، سمجھنا دیوبندیت کو کہاں نصیب؟ مگر جہاں بھر کے ہر ذی عقل سے پوچھ دیکھیے ، چھ آدمی: ''کہیں زید عمامہ باندھے ہوئے تھا'' اور ایک کہے: ''زید سفید عمامہ باندھے ہوئے تھا'' تو کیا کوئی عاقل اس بیان کو ان بیانوں کے مخالف سمجھ سکتا ہے؟ ہاں! دیوبندی مت کی بات جدا ہے۔

خامساً: علمائے مذاہب اربعہ و جملہ مجتہدین اعلام و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں کون سا مفسر قرآن و شارح حدیث ہے جس نے بیان وقائع مذکورہ قرآن و حدیث میں کوئی لفظ زائد نہ بیان کیے ہوں، بلا مبالغہ جس کی ہزارہا مثالیں کلمات ائمہ و تفاسیر ماثورہ میں ملیں گی اس کے نزدیک معاذ اللہ وہ سب کے سب اللہ و رسول کے مخالف تھے کہ وہ لفظ ذکر کیا جو انہوں نے ذکر نہ فرمایا تھا۔ جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سادساً: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''ألا أحدثكم حديثا عن الدجّال ما حدث به نبی قومه انه أعور وانه يجيء معه بمثال الجنة والنار فالتی يقول إنها الجنة هی النار وانی أنذركم كما أنذر به نوح قومه'' (بخاری شریف، حدیث-۳۳۳۸، دار لکتاب العربی ، بیروت) کیا میں تمہیں دجال کا وہ حال نہ بتاؤں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہ بتایا وہ کانا ہے اور جنت و دوزخ کی مثال لائے گا تو جسے جنت کہے گا۔ وہ آگ ہے اور تمہیں ایسا ڈراتا ہوں جیسا کہ نوح نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔

اس کے نزدیک رسول اللہ ﷺ نے بیان واقع میں معاذ اللہ تمام انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی مخالفت فرمائی کہ وہ بات بیان کی جو ذکر واقع دجال میں کسی نبی نے بیان نہ کی تھی۔

سابعاً: خود قرآن عظیم دیکھیے۔ ایک ہی قصہ میں ایک سورت، ایک بیان زائد فرماتی ہے کہ دوسری سورت میں نہ فرمایا تو دیوبندی کے طور پر معاذ اللہ قرآن مجید کی سورتوں کا باہم اختلاف ہوا۔ و لاحول ولاقوة إلا بالله العلی العظیم۔

الحمد للہ۔ آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا کہ محمد ابن اسحاق ثقہ ہیں اور دروازۂ مسجد پر اذان جمعہ

کی حدیث صحیح ہے، دیوبندی تحریر کی بڑی اصلیں یہی تھیں کہ ایسا شخص کم از کم متہم ہے اور مدلس کا عنعنہ مردود اور راوی کا تفرد مطلقاً مخالفت۔ روشن ہو گیا کہ اس کی ہر اصل میں خطا ہے۔

اب تک جو شہادتیں پیش ہوئیں وہ ''وقاية اهل السنة '' سے گزریں اس کے علاوہ ایک اور محققانہ رسالہ آپ نے ارقام فرمایا جس کا نام ''نفی العارعن معایب المولوی عبدالغفار'' ہے اس میں بھی آپ نے امام محمد ابن اسحاق پر کی ہوئی جرحوں کا بلیغ رد فرمایا جیسا کہ آپ رقم طراز ہیں:

''امام بخاری کے استاذ امام ابن المدینی تو جارح ابن اسحاق کو فرماتے ہیں انہیں ابن اسحاق کا حال معلوم نہ تھا آپ کی اس تقریب والے ''ہدی الساری'' میں فرماتے ہیں: جس نے ابن اسحاق پر جرح کی جب سبب بتایا تو ناکافی پایا'' [۹٦]

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''أقول: اولاً وقایہ دیکھئے یہی امام ابن الہمام کس زور و شور سے فرماتے ہیں کہ: ابن اسحاق ثقہ ہیں، ثقہ ہیں اس میں ہمیں اور محققین اہل حدیث کو کچھ شک نہیں اور فرماتے ہیں: ابن اسحاق کا ثقہ ہونا ہی نہایت روشن حق ہے اب اگر ابن اسحاق قدری نہیں جب تو یہ آپ کی ساری تحریر برباد اور اگر قدری ہیں تو کیا امام ابن الہمام ایک محکوم بکفر کو دین الٰہی میں ثقہ، ثقہ یعنی ثقہ بتا رہے ہیں: اب آپ کے نزدیک ابن الہمام خود کیا ہو گئے''؟۔

ثانیاً: بخاری و مسلم دیکھئے ان کے کتنے رواۃ کثیر پر طعن قدر ہے پہلے تو صحیحین کے راویوں کو متروک ہی ٹھہرایا تھا اب کافر محکوم بالکفر بنا دیا یہ تیس روپئے خدا جانے آپ کو کس حال تک پہنچائیں گے۔

ثالثاً: تقریب کا پہلا ورق آپ نے پڑھا نہ پڑھی تو ملاحظہ ہو: اس پر قدر کا طعن ہے جسے پانچویں درجہ میں رکھا اور اس میں کوئی قادح بتایا گیا اسے دسویں میں تو قدر کا طعن ائمۂ حدیث کے نزدیک عدالت میں بھی خلل انداز نہیں نہ کہ معاذ اللہ کفر [۹۷]

مولوی عبدالغفار نے امام ابن اسحاق کو متروک قرار دینے کے لیے عجب گل کھلائے ہیں ایک مقام پر انہوں نے ''رمی بالتشيع '' کا ترجمہ کیا ''چھوڑا گیا بوجہ شیعہ ہونے کے''۔

سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ نے اس کا شدید رد فرمایا اور ارشاد فرمایا:

''چلئے امام ابن اسحاق متروک ٹھہرے مولوی صاحب آپ کو ایک ورق تقریب کہیں پڑھ لینا ایسا دوبھر ہے ملاحظہ ہو ''رمی بالتشيع '' وغیرہ کو پانچویں درجہ میں رکھا ہے اور متروک کو دسویں میں۔''

معلوم ہے کہ صحیح بخاری میں ابن اسحاق سے تعلیقاً اور مسلم میں ان سے استشہاداً متعدد حدیثیں روایت کیں تو آپ کے لکھے صحیح بخاری میں متروکین سے تعلیقیں ہیں صحیح مسلم میں متروکوں سے استشہاد ہے۔

تعلیق واستشہاد کیسے صحیحین کے رواۃ اصول مسانید میں کتنے سوا یسے نکلیں گے کہ تقریب وغیرہ میں ان کو "رمی بکذا" کہا گیا مولوی صاحب نے صحیح بخاری وصحیح مسلم دونوں ردی کر دیں کیا جناب حلف سے کہہ سکتے ہیں کہ کبھی علم حدیث کی ہوا بھی جناب کو لگی ہے۔

اللہ عزوجل نے قذف کی دوصورتیں ارشاد فرمائی ہیں: ایک: وہ کہ شوہر اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائے اسے فرمایا "والذین یرمون أزواجھم "اس کے معنی آپ کے نزدیک یہ ہوں گے" جو لوگ اپنی بیویوں کو چھوڑ دیں اور پھر چار گواہ نہ لائیں تو مرد عورت لعان کریں" مولوی صاحب فقہ میں "کنز" ہی پڑھ لیتے تو اچھا ہوتا۔

دوسرے وہ کہ: غیر شوہر کسی پارسا مسلمان عورت کا قذف کرے اسے فرمایا: "والذین یرمون المحصنات الغافلات المؤمنات "اس کے معنی اپنے پر کہیے کہ: "جو لوگ مسلمان پارسا بے خبر عورتوں کو چھوڑتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے" فرمایئے کون سا چھوڑنا جس پر لعنت کا حکم ہے اللہ عقل دے، حیا دے جناب مولوی صاحب اس علم اس حال پر علوم دینیہ میں جناب کو دخل دیتے شرم چاہیے تھی۔

مولوی صاحب آپ نہیں جانتے کہ "رمی" بمعنی "طعن" ہے شرح قاموس میں ملاحظہ ہوتو عبارت تقریب کے یہ معنی تھے کہ: ان پر تشیع وقدر کا طعن کیا گیا نہ کہ معاذ اللہ وہ بوجہ تشیع وقدر متروک ہیں۔

پھر طعن کیے جانے سے اس طعن کا واقع میں ثابت ہونا ضرور نہ اس سے راوی کا مجروح قرار پانا لازم آنکھ کھول کر تقریب دیکھئے آپ کو اول کی بھی نظیریں ملیں گی "رمی ولم یثبت""طعن کیا گیا اور اس کا ثبوت نہیں ا" ور ثانی کے امثلہ تو نہایت کثرت سے پایئے گا۔

صاحب تقریب کی "ہدی الساری" مقدمہ "صحیح البخاری" دیکھ سکیں تو اس میں صحیح بخاری کے ان کثیر راویوں کی فہرستیں پایئے گا جن پر تشیع کا طعن، قدر کا طعن، خروج کا طعن اور کاہے کاہے کے طعن ہوئے ہیں"[۹۸]

گزشتہ اوراق میں سیدنا امام محمد بن اسحاق پر تھانوی جرحوں اور دیوبندی خیانتوں کا سخت علمی

محاسبہ اور ناقدانہ اور محققانہ ابحاث اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ: سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ فقہ وافتا کی طرح فن اسماء الرجال میں یکتائے زمانہ اور فرد روزگار تھے بلکہ آپ اپنے دور میں اس فن میں منصب امامت پر جلوہ فگن تھے۔ تھانوی جی اس فن میں آپ کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے چہ جائے کہ آپ کے ہمسر ہوں۔ آپ کے یہاں جو گیرائی و گہرائی، نکتہ آفرینی، دقیقہ سنجی، تعمق نظر، وسعت فکر اور محققانہ ابحاث ملتے ہیں تھانوی تحریر میں دور دور تک ان کا نشان نہیں۔

میں نے بنظر اختصار یہاں پر آپ کی گراں قدر تحریروں کے کچھ اقتباسات اور فنی تحقیقات و تدقیقات کے کچھ جواہر پارے پیش کیے ہیں از اول تا آخر آپ کی روشن تحریروں کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے اور انصاف کیا جائے تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے حرف بہ حرف اس کی تائید ملے گی اور اس بات کا واضح ثبوت فراہم ہوگا کہ آپ اس فن میں اپنے والد ماجد کے صحیح وسچے وارث اور مرأۃ جمال وکمال تھے۔

سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہ علوم وفنون کے بحر بے کراں، فقہ وحدیث واصول حدیث اور فن اسماء الرجال کے بحر ناپیدا کنار تھے۔ اس فن کا شناور ہی کما حقہ آپ کا تعارف کرا سکتا ہے۔ آپ اپنے فقہی اوصاف وکمالات اور خصوصی امتیازات کے سبب مفتی اعظم کے حسین مصداق ہیں تو حدیث و اصول حدیث اور فن اسماء الرجال وغیرہ علوم وفنون میں انفرادی مقام اور امتیازی شان کے مالک ہیں جس کا انکار آفتاب روز روشن کا انکار ہے جن نگاہوں نے بنظر انصاف آپ کی ذات پاک کا مطالعہ کیا اور انصاف کیا تو یہ کہا کہ: آپ امام الفقہا والمحدثین ہیں۔

حواشی وحوالے

[١] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٦، دارالفکر، بیروت۔

[٢] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٦، دارالفکر، بیروت۔

[٣] کتاب الخراج، مطبوعہ مصر، ص٥۔

[٤] کتاب الخراج، مطبوعہ مصر، ص٦۔

[٥] کتاب الخراج، مطبوعہ مصر، ص١۔

[٦] کتاب الخراج، مطبوعہ مصر، ص١۔

[٧] کتاب الخراج، مطبوعہ مصر، ص١۔

[٨] کتاب الخراج، مطبوعہ مصر، ص٢۔

[٩] کتاب الخراج، مطبوعہ مصر، ص٥۔

[١٠] شرح معانی الآثار، کتاب الحجة علیٰ أن رسول الله صلیٰ الله تعالیٰ علیه وسلم فتح مکة عنوة، ج٢، ص١٩٠۔

[١١] شرح ھدایہ، فصل فی استحباب التعجیل، ص١٨١۔

[١٢] شرح ھدایہ، ص٩٢۔

[١٣] فتح القدیر، ج١، ص٢٣١، فصل فی استحباب التعجیل، مرکز اھل سنت برکات رضا۔

[١٤] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٢، ٤٥٣، دارالفکر، بیروت۔

[١٥] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٣، دارالفکر، بیروت۔

[١٦] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٣، دارالفکر، بیروت۔

[١٧] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٣، دارالفکر، بیروت۔

[١٨] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٣، دارالفکر، بیروت۔

[١٩] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٣، دارالفکر، بیروت۔

[٢٠] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٣، دارالفکر، بیروت۔

[٢١] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٣، دارالفکر، بیروت

[٢٢] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٤، دارالفکر، بیروت۔

[٢٣] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٥، دارالفکر، بیروت۔

[٢٤] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٥، دارالفکر، بیروت۔

[٢٥] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٥، دارالفکر، بیروت۔

[٢٦] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٦، دارالفکر، بیروت۔

[٢٧] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٦، دارالفکر، بیروت۔

[٢٨] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٦، دارالفکر، بیروت۔

[٢٩] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٧، دارالفکر، بیروت۔

[٣٠] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٨، دارالفکر، بیروت۔

[٣١] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٨، دارالفکر، بیروت۔

[٣٢] مرجع سابق

[٣٣] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٣٩، مطبع دار صادر، بیروت۔

[٣٤] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٠، مطبع دار صادر، بیروت۔

[٣٥] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٠، مطبع دار صادر، بیروت۔

[٣٦] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٠، مطبع دار صادر، بیروت۔

[٣٧] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٠، مطبع دار صادر، بیروت۔

[٣٨] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤١، مطبع دار صادر، بیروت۔

[٣٩] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٢، مطبع دار صادر، بیروت۔

[٤٠] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٣، مطبع دار صادر، بیروت۔

[٤١] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٤، مطبع دار صادر، بیروت۔

[٤٢] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٤،٤٥، مطبع دار صادر، بیروت۔

[٤٣] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٥، مطبع دار صادر، بیروت۔

[٤٤] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٤، دارالفکر، بیروت۔

[٤٥] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٥، ٤٦، مطبع دار صادر، بیروت۔

[٤٦] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٦، مطبع دار صادر، بیروت۔

[٤٧] الترغیب والترهیب، ص٣٧٠، دار ابن حزم، بیروت۔

[٤٨] تدریب الراوی، ص٢٠٢، مدینہ۔

[٤٩] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٥، دار صادر بیروت۔

[٥٠] تهذیب امام ابو الحاج و تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٣، دار صادر، بیروت۔

[٥١] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٥، دار صادر بیروت۔

[٥٢] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٤، دارالفکر، بیروت۔

[٥٣] تهذیب امام مزی و تهذییب التهذیب، ج٩، ص٤٢۔

[٥٤] المیزان، ص ٣٤٥، و تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٦، دار صادر، بیروت۔

[٥٥] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٥، دارالفکر، بیروت۔

[٥٦] تهذیب امام مزی و تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤١، دار صادر، بیروت۔

[٥٧] فتح القدیر ج ١/٩٢، فصل فی استحباب التعجیل۔

[٥٨] تهذیب، ج٩، ص٤٥، دارصادر، بیروت۔

[٥٩] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤١، دار صادر، بیروت/نصب الرأیة الاحادیث الهدایةآخر کتاب الوصایا، ج٤، ص٤١٦، المکتبة الاسلامیه۔

[٦٠] میزان الاعتدال، ج٣، ص٤٥٨، دارالفکر، بیروت/ تهذیب، ج٩، ص٤٦۔

[٦١] تهذیب التهذیب، ج٩، ص٤٤، دار صادر، بیروت۔

[٦٢] فتح القدیر، ج۱، ص۲۳۱، فصل فی استحباب التعجیل، مرکز اهل سنت، برکات رضا۔
[٦٣] میزان الاعتدال، ج۲، ص۱٦۰، دارالفکر، بیروت / تهذیب التهذیب، ج٤، ص۱۸٤۔
[٦٤] تهذیب التهذیب، ج٤، ص۱۸٥، دار صادر، بیروت / میزان الاعتدال، ج۲، ص۱٦۰۔
[٦٥] میزان الاعتدال، ج۲، ص۱٦۰، دارالفکر، بیروت۔
[٦٦] تهذیب التهذیب، ج٦، ص٤۲۰، دارصادر، بیروت۔
[٦٧] تهذیب التهذیب، ج٦، ص٤۲۱، دار صادر، بیروت۔
[٦٨] تهذیب التهذیب، ج٦، ص٤۲۱، دارصادر، بیروت۔
[٦٩] مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۹۱، دارالفکر، بیروت / کنزالعمال، ج۱، حدیث۲۹۰۲٤، بیت الافکار الدولیه، الریاض۔
[۷۰] تهذیب التهذیب، ج۱، ص٦٥، دارصادر، بیروت / میزان الاعتدال، ج۱، ص۱٥۳۔
[۷۱] تهذیب التهذیب، ج٤، ص۳۱٤، دار صادر، بیروت۔
[۷۲] میزان الاعتدال، ج۲، ص٤۱٤، دارالفکر، بیروت۔
[۷۳] میزان الاعتدا، ج۲، ص٤۷۲، دارالفکر، بیروت / تهذیب التهذیب، ج٦، ص۳۱٥، دارصادر، بیروت۔
[۷٤] تهذیب التهزیب ج۷، ص۲٦۷، تا۲٦۸، میزان الاعتدال ج۳، ص۹۳تا۹٥۔
[۷٥] شرح معانی الآثار ج۲، ص۲٥، باب وطی النساء فی أدبارهن۔
[۷٦] تهذیب التهذیب ج۱، ص٤۱، دارصادر، بیروت، میزان الاعتدال ج۱، ص۱۳، دارالفکر، بیروت]
[۷۷] تهذیب التهذیب ج۱، ص۲۱۲، دارصادر، بیروت۔
[۷۸] تهذیب التهذیب ج۱، ص۳٤٤، دارصادر، بیروت، میزان الاعتدال ج۱، ص۲۸۳، دارالفکر، بیروت۔
[۷۹] تهذیب التهذیب ج۲، ص۲۲۔۳۲۱، دارصادر، بیروت، میزان الاعتدال ج۱، ص٥۱۷، دارالفکر، بیروت۔
[۸۰] تهذیب التهذیب ج٥، ص۲٥۸، دارصادر، بیروت، میزان الاعتدال ج۲، ص۳۳۸، دارالفکر، بیروت۔
[۸۱] تهزیب التهزیب ج۷، ص۳٥۳، دارصادر، بیروت۔
[۸۲] تهذیب التهذیب ج۸، ص٥۲۹، دارصادر، بیروت، میزان الاعتدال ج٤، ص۲٤۸، دارالفکر، بیروت۔
[۸۳] تهذیب التهذیب ج۱، ص٥٦، دارصادر، بیروت۔
[۸٤] تهذیب التهذیب ج۲، ص٦۸، دارصادر، بیروت۔
[۸٥] تهذیب التهذیب ج۳، ص۱٥۱، دارصادر، بیروت۔
[۸٦] تهذیب التهذیب ج۹، ص۱۰۲، دارصادر، بیروت، میزان الاعتدال ج۳، ص٤۸۳، دارالفکر،

بیروت۔
[۸۷] تدریب الراوی شرح تقریب النواوی روایة المبتدع مطبوعه دار نشر الکتب الاسلامیة لاهور ۳۲٥/۱۔
[۸۸] مقاصد مع شرح مقاصد ج٥، ص۲۹۰، عالم الکتب، بیروت۔
[۹۰] شرح مقاصد ج٥، ص۲۹۱، عالم الکتب، بیروت۔
[۹۰] شرح مقاصد ج٥، ص۲۹۱، عالم الکتب، بیروت۔
[۹۱] الصواعق المحرقةص۳٤۔
[۹۲] میزان الاعتدال ج۳، ص٥۸۲، دارالفکر، بیروت۔
[۹۳] مسند امام احمد ابن حنبل ج۳، ص٤٤۹، درالفکر، بیروت۔
[۹٤] کتاب الخراج ص٦، مطبوعه، مصر۔
[۹٥] مقدمه ص٦۔
[۹٦] نفی العارعن معایب المولوی عبد الغفار ص۱۳۔
[۹۷] نفی العار ص۱٥۔
[۹۸] نفی العار عن معایب المولوی عبد الغفار ص۱۲، مطبع اهل سنت وجماعت بریلی شریف۔